وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

خاتم الانبیاء ﷺ کی گنبد خضریٰ میں حیات طیبہ کے متعلق فرقہ اشاعتی کے

تخیّلات و نظریات

اور

۷۵ سوالات

از افادات:

محقق العصر، استاذ العلماء

حضرت مولانا صاحبزادہ مفتی عبدالمعید رحمۃ اللہ علیہ

مرتب:

جناب قاری محمد عاصم حنفی

اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَاءٌ فِىْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

کیوں ہنسی آئے نہ مجھ کو ایسے خیال خام پر

دیکھتے ہیں جھونپڑی میں بیٹھے [illegible] خواب

خاتم الانبیاء ﷺ کی گنبد خضریٰ میں حیات طیبہ کے متعلق فرقہ اشاعتی کے

تخیلات ونظریات اور

75 سوالات

(پہلی قسط)

از افادات

محقق العصر استاذ العلماء حضرت مولانا صاحبزادہ مفتی عبدالمعید صاحب مدظلہ

خطیب مرکزی جامع مسجد بلاک نمبر ۱ سرگودھا

از

قاری محمد عاصم حنفی صدر بزم قاسمی سرگودھا

شائع کردہ: تحریک خدام اہلسنت والجماعت و بزم قاسمی سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

حضرت مولانا صاحبزادہ مفتی عبدالمعید رحمۃ اللہ علیہ سرگودہا

وفات: ۱۵ ستمبر ۲۰۱۵ء

سرگودہا کی نامور دینی شخصیت اور جامعہ سراج العلوم سرگودھا کے بانی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی کے پوتے اور حضرت مولانا مفتی احمد سعید سرگودھوی کے صاحبزادے مولانا عبدالمعید مرحوم کے افادات پر مشتمل قاری محمد عاصم حنفی کا مرتب کردہ ''خاتم الانبیاء ﷺ کی گنبد خضری میں حیات طیبہ کے متعلق فرقہ اشاعتی کے تخیلات ونظریات اور ۷۵ سوالات'' نامی رسالہ جو ۱۴۲۲ھ میں مرتب کیا گیا۔ جس پر مولانا قاری عبدالسمیع، مولانا محمد رمضان مدظلہ، مولانا محمد اکرم طوفانی کی تقاریظ بھی ہیں۔ اس مجموعہ میں شامل کیا جا رہا ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصدیقات

امام الفضلاء، سندالابرار، بقیۃ السلف، قدوۃ الخلف، وحید العصر، شاگرد حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت العلام، مولانا الحاج قاری عبدالسمیع صاحب مدظلہ

فاضل دارالعلوم دیوبند ورئیس جامعہ عرابیہ سراج العلوم بلاک نمبر ۱ سرگودھا

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ علیٰ من لا نبی بعدہ امابعد!

رسالہ نافعہ "تخیلات ونظریات" نظر سے گزرا مختلف مقامات سے بغور مطالعہ کیا۔ بحمداللہ! رسالہ انتہائی مفید مدلل اور عام فہم سلیس زبان میں تحریر کیا گیا ہے۔ لہجہ اور خطاب نہایت عالمانہ ہے دلیل کے ساتھ دلیل کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ ایک تبحر عالم اور مفتی وقت سے ایسی توقع ہونی چاہئے۔ دراصل زمانہ خیرالقرون سے اہل اعتزال نے ایسی بحثیں چھیڑ کر عامۃ المسلمین کو گمراہ کرنے کی سعی نامشکور کی تھی جس کا جواب اس وقت کے علماء کرام نے دے دیا۔ آج کے دور میں بالکل ان مسائل کو موضوع بحث بنا کر اپنی سستی شہرت کا ذریعہ بنانا قطعاً نامناسب ہے مگر کیا کیا جائے تھوڑے پانی کا کہ وہ گھڑے سے چھلکتا ہے۔ جس کا فوری جواب عوام کے اصرار پر ہر حال ناگزیر ہو جاتا ہے۔

عزیزم جناب مفتی عبدالمعید صاحب نے جس عوامی مجبوری سے قلم اٹھایا ہے وہ ہم سب کو معلوم ہے۔ خوشی اس بات کی ہے کہ مفتی صاحب نے سنجیدگی کا دامن نہیں چھوڑا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء!

اللہ پاک قبول فرما کر عوام اہل سنت والجماعت کے لئے باعث ہدایت بنائے۔ آمین! ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

احقر (قاری) عبدالسمیع عفی عنہ

عالم بے بدل پیر طریقت، یادگار اسلاف، اسوۃ العلماء، صفوۃ الصلحاء، جامع الکمال صادق الاحوال، شیخ الحدیث حضرت الحاج مولانا حافظ محمد رمضان صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث سراج العلوم ورئیس جامعہ ذوالنورین سرگودھا

الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیدالمرسلین وعلیٰ الہ واصحابہ اجمعین امابعد!

مولانا مفتی عبدالمعید صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ فی الدارین کا تالیف شدہ ایک جامع رسالہ بنظر غائر مطالعہ کیا کہ موصوف نے بہت مدلل ومفصل جواب تحریر فرمائے چونکہ موصوف خود بھی محقق تبحر عالم ہیں اور علمی گھرانے کے فرد ہیں، ان کے والد گرامی حضرت مولانا مفتی احمد سعید نوراللہ مرقدہ بہت بڑے محقق ومدقق وجملہ علوم کے نابغہ روزگار تھے، حضرت شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ شاگرد تھے۔ سراج العلوم کے

مفتی وشیخ الحدیث تھے دور دراز سے طلباء آپ کی شہرت سن کر جامعہ سراج العلوم میں داخلہ لے کر اپنی علمی تشنگی بجھاتے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ پر مہارت تامہ رکھتے تھے۔ امور تدریسیہ میں آپ کی مثال نہیں ملتی مشکل سے مشکل ادق ترین مسائل آسان الفاظ میں اس طرح سمجھاتے کہ طلباء عش عش کر اٹھتے۔

حضرت مؤلف سلمہ کے جد امجد حضرت الشیخ عارف باللہ، فنانی اللہ، قطب الزمان، غوث دوراں، جامع شریعت وطریقت، ناشر فیوضات معرفت وحقیقت سیدی وسندی ومعتمدی واستاذی مولانا مفتی محمد شفیع قدس اللہ اسرارہم حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی صفت علم کے مظہر اتم تھے علم ظاہری وباطنی کے امام وقت تھے۔ آپ کے پیر ومرشد خواجگان نقشبند میں جو روحانیت وسلوک میں اپنے زمانہ کے مشائخ کبار میں بے نظیر وعدیم المثال شہرت کے حامل تھے جن کا اسم گرامی حضرت مولانا ابوالسعد احمد قدس سرہ تھا نقشبندیہ مجددیہ میں لاثانی شہرت کے حامل تھے۔ کمالات قیومیت کے حامل تھے مرجع العلماء والفضلاء تھے۔ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کے جد گرامی نے حضرت اعلیٰ کی خدمت میں بعمر بارہ سال وقف کر دیا تھا۔ حضرت نے اس نابغہ روزگار کو قبول فرما کر ایسی تربیت فرمائی جس کی مثال نہیں ملتی صرف ایک ماہ میں قرآن مجید حفظ کیا اور اگلے مہینہ رمضان المبارک میں پورا قرآن مجید تراویح میں سنا دیا۔

ایک سال میں تمام علوم درس نظامیہ امرت سر سے حاصل کئے، دوسرا سال دورہ حدیث کا تھا، دورہ حدیث کے لئے دارالعلوم تشریف لے گئے، خاتم المحدثین بخاری وقت حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں داخل ہو کر شرف تلمذ حاصل فرمایا چونکہ ذکاوذہانت میں بحر بے کنار تھے ثانی انور شاہ پنجاب بن کر تشریف لائے اور اس علاقے میں دیوبندیت کو اجاگر کیا اور جامعہ عربیہ سراج العلوم کی ۱۹۱۶ء میں بنیاد رکھی۔ پنجاب میں یہ سب سے اوّل دینی مدرسہ ہے بعد میں دوسرے مدارس قائم ہوئے۔

عزیز گرامی! اس علمی گھرانے کے سپوت ہیں اللہ تعالیٰ ان کے علم میں بہت برکت فرمائے اور اپنے آباء کرام کے نقش قدم پر چلائے۔ آمین!

عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں توارثاً ملا ہے جس پر تمام اہلسنت والجماعت کا اجماع ہے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی چاروں مذاہب حقہ اس عقیدہ پر قائم ہیں احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ میت کو قبر میں زندہ کیا جاتا ہے اور نکیرین سوال کرتے ہیں۔ یہ حیات فی القبر ہر ایک کے لئے ہے علامہ حافظ بدرالدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں حدیث ''لایذیقک اللہ الموتتین'' کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ ''وفی القبر موتا وحیاتا'' قبر میں موت وحیات ہے جو مشہور ہیں اہل سنت والجماعت یہ فرماتے ہیں کہ قبر کی موت ہر ایک کے لئے ہے ماسوا انبیاء علیہم السلام کے ان کو قبر کی حیات حاصل ہے۔ معتزلہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کو بھی دیگر موتی کی طرح قبور میں حیات حاصل نہیں ہے جس طرح موتی پر سوال کرنے کے بعد اخراج روح ہے۔ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کے لئے اخراج روح ثابت کرتے ہیں۔

حافظ عینی رحمۃ اللہ علیہ یہ فرق مابین اہل سنت والجماعت اور معتزلہ ظاہر فرما رہے ہیں اور اہلسنت والجماعت کا مستدل بقول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ''لایذیقک اللہ الموتین'' قرار دے رہے ہیں۔ اس موضوع پر بہت کتابیں تالیف کی گئی ہیں حضرت موصوف سلمہ نے بھی اس موضوع پر قلم اٹھائی ہے۔ قارئین کرام بہت کچھ اس کتاب میں حاصل فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازے آمین!

احقر الخلق محمد رمضان غفرلہ الرحمن

مجاہد کبیر، یادگار اسلاف، حضرت العلام، مولانا حافظ محمد اکرم طوفانی صاحب

مرکزی مبلغ وسیکرٹری نشر واشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت و پرنسپل ختم نبوت اکیڈمی لکڑ منڈی سرگودھا

حضرت مولانا مفتی عبدالمعید صاحب اللہ تعالیٰ انہیں مزید علوم ومعارف سے نوازے اوران کی عمر بمع عافیت کے دراز فرمائے۔ اللہ کے فضل وکرم سے نہ صرف اپنے اسلاف اور بزرگوں کے صحیح مقلد ہیں بلکہ میں اگر یوں کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں وہ تمام اوصاف رکھ دیئے ہیں جو اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کے لئے درکار ہوتے ہیں اور اگر بالفرض کچھ کمی ہے بھی تو ان شاء اللہ وہ بھی رب تعالیٰ پوری فرمادیں گے۔ یہ تو ایک بلاک کے نمازی ہی نہیں بلکہ سرگودھا شہر کے علماء وفضلاء بھی جانتے ہیں کہ جب بھی مسلک احناف پر کوئی کڑا وقت آتا ہے جب بھی کوئی ناہنجار مسلک اسلاف کو داغدار کرنے کی ناپاک کوشش کرتا ہے تو سب سے پہلے جو صدا اٹھتی ہے وہ بلاک نمبر ا سے اٹھتی ہے اور صاحبزادہ مفتی عبدالمعید اس صدائے حق کو اٹھانے والے قافلے کا علمبردار ہوتا ہے۔ اللھم زد فزد!

گزشتہ کئی سال سے ایک رسالہ عطاء اللہ بندیالوی کا شہر میں گشت نظر آرہا تھا۔ ضرورت تو نہ تھی کہ عطاء اللہ صاحب ان ملکی حالات میں ایسا کوئی قدم اٹھاتے جس سے مسلمانوں میں افراتفری پیدا ہوتی۔ لیکن ان کی عادت ہے جو وہ کرنا چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں۔ انہوں نے مسئلہ حیات النبی ﷺ کو چھیڑنے کے لئے اور افراتفری میں ایک رسالہ بنام ''حیات النبی'' معرض وجود میں لا ڈالا۔ چنانچہ اس کا بھی دفاع حتی الامکان اللہ تعالیٰ نے اس مرد قلندر مفتی عبدالمعید صاحب کی قسمت میں لکھا اور یہاں بھی وہ اپنے اکابر اور اسلاف کے مسلک کو داغدار ہوتے نہ دیکھ سکے اور اعلائے کلمۃ اللہ پر عمل کرکے ''لایخافون لومۃ لائم'' کو مشعل راہ بنا کر عطاء اللہ کے رسالہ کا معقول علمی جواب دیا۔ جو ان شاء اللہ قارئین کے لئے مفید ہوگا۔

علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ حضرت انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی میں برزخی کہ یہ دنیوی حیات حضور ﷺ کو برزخ میں حاصل ہے۔

مسئلہ حیات النبی ﷺ میں تردد اور تذبذب کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ خصائص نبوت اور خصائص نبوی کا باب پیش نظر نہیں ہوتا۔ شرح المواہب کے باب خصائص میں ہے کہ حضور ﷺ کا جس حجرہ مبارک میں وصال ہوا وہاں تھوڑے لوگوں نے داخل ہو کر بغیر جماعت نماز ادا کی۔ یہ خصوصیت بھی آپ کے وصال کو دوسروں کی موت سے ممتاز کرتی ہے۔ شمائل ترمذی میں ہے کہ لوگوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے سوال کیا ہم آپ کی نماز جنازہ پڑھیں۔ فرمایا ہاں! پوچھا کس طرح فرمایا کچھ لوگ داخل ہوں، بغیر امام کے نماز پڑھیں اور دعا کریں اور باقی مسلمان پھر اس طرح نوبت بہ نوبت کریں۔

طبقات ابن سعد (ج ۲ ص ۷۰) میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مواجہ شریف میں کھڑے ہوکر دعائیں مانگتے رہے اور لوگ آمین کہتے رہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی آگے کھڑے ہوکر امامت نہ کرائے۔

کیونکہ حضور ﷺ ہی حالت حیات اور وصال میں تمہارے امام ہیں۔ چنانچہ تھوڑے تھوڑے آدمی داخل ہوکر اسی طرح کرتے رہے۔ واللہ اعلم!

آیت: ''انک میت وانھم میتون'' سے بھی بزرگوں نے استدلال کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی موت دوسروں کی موت سے ممتاز تھی۔ حالانکہ النوم اخ الموت صحیح ہے۔ جس طرح نوم کے اثرات انبیاء پر وہ نہیں ہوتے تھے جو دوسروں پر ہوتے تھے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا ''میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔'' یعنی غفلت نہیں ہوتی اور اسی وجہ سے کتابوں میں مرقوم ہے کہ نوم انبیاء ناقض وضو نہیں ہوتی۔ اسی طرح موت کے وہ تمام اثرات انبیاء علیہم السلام پر ایسے نہیں ہوتے جو عام آدمیوں پر ہوتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کے جسموں کا صحیح سالم محفوظ رہنا جو احادیث کثیرہ سے ثابت ہے یہ بھی حیات انبیاء علیہم السلام کی معقول دلیل ہے۔ کیونکہ سلامت اجساد کی خصوصیت خاص وعام مؤمنین کے لئے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا انبیاء کی موت اور حیات بعد الموت عام مومنوں سے ممتاز بلکہ شہداء کی موت سے بھی ممتاز ہوگی۔ بہر حال دلائل تو بہت ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ صاحبزادہ صاحب اور عزیز قاری عاصم حنفی کی یہ محنت قبول فرمائے اور مسلمانوں کی اصلاح کا سبب بنائے۔

محمد اکرم طوفانی

استاذ الحدیث والفقہ، شیخ الادب، حضرت مولانا الحاج محمد اجمل خان صاحب نجم
خطیب مسجد بجلی گھر سرگودھا

حامداً ومصلیاً ومسلماً امابعد!

عقیدہ حیات انبیاء ہمارے علماء دیوبند کا سلفاً وخلفاً اجماعی عقیدہ ہے۔ مولانا عطاء اللہ صاحب بندیالوی نے سستی شہرت حاصل کرنے کی غرض سے اپنی علمی استطاعت سے بالا ایک نئی اختراعی تحقیق کی کوشش شروع کی ہے۔ جہال کی مروجہ واہ واہ نے ان کو مزید اہل سنت والجماعت علماء دیوبند بلکہ اپنے مخصوص قریبی بزرگوں کے عقائد سے دور اور بیگانہ کر دیا۔ مولانا مفتی عبدالمعید صاحب زاداللہ علمہ جن کو اس مسئلہ سے کافی مناسبت اور اس پر عبور حاصل ہے۔ انہوں نے مولانا عطاء اللہ صاحب کے اغلوطات کی صحیح نشان دہی کی ہے اور اپنے اسلاف کی روح کو بجا طور پر خوش کیا ہے اور عزیز محمد عاصم سلمہ کی سعی جمیلہ بھی قابل تحسین ہے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء آمین!

محمد اجمل نجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

شوال المکرم ۱۴۲۲ھ جامعہ عربیہ سراج العلوم بلاک نمبر ا سرگودھا میں درجہ کتب کی تدریس کے لئے جب استاذ المکرم حضرت ناظم تعلیمات صاحب نے حکم فرمایا تو میں حاضر خدمت ہوگیا۔ ایک دن جامعہ ہذا کے دارالحدیث میں موجود ایک پمفلٹ بعنوان ''عبدالرشید اشاعتی کے سوالوں کے جوابات'' نظر سے گزرا جس کے اخیر میں درج ہے کہ مولوی محمد عطاء اللہ بندیالوی صاحب کا رسالہ حیات النبی کا جواب مفتی ابن مفتی حضرت صاحبزادہ مولانا مفتی عبدالمعید صاحب نے شروع کر دیا ہے۔ میں نے فوراً حضرت استاذ المکرم سے عرض کی کہ حضرت جواب تیار ہوا کہ نہیں؟ تو حضرت نے فرمایا کہ آئے دن کی مصروفیات اور طبیعت کی ناسازگی نے اتنا وقت ہی نہ دیا کہ جواب مکمل کرسکوں تو میں نے عرض کیا کہ حضرت آپ صرف فرماتے جائیں اور میں لکھتا چلا جاؤں گا۔ اس طریقہ سے جواب مکمل ہوجائے گا۔لیکن حضرت استاذی بار بار طبیعت کی ناسازگی کا فرما کر میری بات کو رد کرتے رہے۔ بالآخر میرا اصرار اتنا بڑھا کہ حضرت نے فرمایا چلو میں بولتا رہوں گا تم لکھتے رہو۔ چنانچہ حضرت استاذ المکرم ارشاد فرماتے گئے اور میں لکھتا چلا گیا۔

بحمد اللہ! آج بروز اتوار مؤرخہ ۲۸/اپریل ۲۰۰۲ء کو اس جواب کی پہلی قسط مکمل ہو چکی ہے اور اس کو قسط وار اس لئے شائع کر رہا ہوں کہ ناظرین جواب کے کافی منتظر ہوں گے۔

چلو ایک حصہ ناظرین تک پہنچ جائے، باقی ان شاء اللہ! بہت جلد منظر عام پر آرہا ہے۔ دعا کریں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت مفتی صاحب کو صحت کاملہ عطاء فرمائے رکھے اور مجھ ناچیز کی اس سعی کو ہم سب کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین!

(قاری) محمد عاصم حنفی عفی عنہ (صدر بزم قاسمی سرگودھا)

تیری ہر بات گوارا ہے مگر اے بندیالوی
جس میں توہین رسالت ہو وہ منظور نہیں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد!

ایک رسالہ دیکھنے میں آیا جس کا نام حیات النبی ﷺ مؤلف محمد عطاء اللہ بندیالوی اور شائع کردہ جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ سرگودھا۔

رسالے کا ٹائٹل دیکھتے ہی ان کی جہالت پر ہنسی آئی کہ جمعیت ہذا کی طرف سے جب کوئی جلسہ ہوتا ہے تو یہی اشاعتی اشتہارات میں اپنے علامہ بندیالوی صاحب کو مختلف قسم کے عمدہ القاب دے کر ان کو بڑا باوقار اور اپنے ادب کا اظہار کر کے ثابت کرتے ہیں کہ یہ ہمارے عظیم محقق علامہ ہیں۔

مگر اشاعتیوں کی طرف سے شائع ہونے والا رسالہ حیات النبی ﷺ میں اشاعیتوں نے اپنے علامہ کا فقط نام لکھ کر اپنے عظیم محقق علامہ کی اس نئی تحقیق پر پانی بہا دیا اور ظاہر کر دیا کہ یہ علامہ تھے مگر رسالہ حیات النبی ﷺ لکھنے کے بعد یہ نہ علامہ ہیں اور نہ ہی محقق بلکہ اب صرف فقط محمد عطاء اللہ بندیالوی ہیں۔

یہ ان کی جہالت ہے

سوال نمبر ا: رسالہ حیات النبی ﷺ کے مؤلف کے القاب کو کس نے حذف کیا؟ اشاعتی اراکین نے یا خود مؤلف نے؟

سوال نمبر ۲: اگر مؤلف مذکور نے رسالہ خود ہی شائع کیا۔ اسی لئے القاب کو حذف کیا تو پھر مؤلف مذکور نے جماعت کی طرف بغیر اراکین کی رضا کے منسوب کیوں کیا؟ کیونکہ اگر اراکین جمعیت ہذا رسالہ ہذا کے شائع کرنے پر راضی ہوں تو پھر لامحالہ مؤلف مذکور نے اپنی طرف سے شائع نہیں کیا۔

سوال نمبر ۳: اگر یہ رسالہ اراکین کی رضا سے جمعیت ہذا کی طرف سے ہی شائع کی گیا ہے تو پھر سوال یہ ہے کہ اشتہارات میں نام سے پہلے القاب اور رسالہ حیات النبی ﷺ میں فقط سوکھا نام آخر نکتہ کیا ہے؟

رسالہ کا نام رکھا حیات النبی ﷺ جس میں مولانا بندیالوی صاحب یہ اقرار کر رہے ہیں کہ ہم حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں تو عرض ہے کہ حیات دو قسم کی ہوتی ہے حقیقی، مجازی، حقیقی حیات وہ ہے جو روح مع الجسد الاصلی ہو اور مجازی حیات وہ ہے جو روح مع الجسد نہ ہو۔

مولانا بندیالوی صاحب نے اس رسالہ میں حضور ﷺ کے جسد مبارک کو محفوظ ثابت کر کے روح مبارک کو (بغیر دلائل شرعی کے) کسی اور مقام پر پہنچا کر جسم مبارک سے تعلق منقطع کرتے ہوئے مجازی حیات ثابت کرنے کی سعی ناتمام کی ہے۔

اس پر مزید حسب ذیل سوالات ہیں:

سوال نمبر ۴: کیا واقعی آپ کے نزدیک حضور ﷺ کی حیات مجازی ہے؟

سوال نمبر ۵: اگر آپ حقیقی حیات کہیں تو سوال یہ ہے کہ اصل جسم مبارک بے جان اور نقل یعنی مثالی جسم میں جان ثابت کرنے پر کیا حقیقی حیات کا اطلاق ہوتا ہے؟

سوال نمبر ۶: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جب نزول ہوگا تو ان کا جسد مبارک اصلی ہوگا یا نقلی یعنی مثالی؟

سوال نمبر ۷: نیز بتائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات حقیقی ہوگی یا مجازی؟

سوال نمبر ۸: اور یہ بھی بتائیں کہ حقیقی حیات افضل ہوتی ہے یا مجازی؟

سوال نمبر ۹: اگر حضور علیہ السلام کی حیات مبارک حقیقی اصلی جسم کو حاصل نہیں ہے تو بتائیں کہ آخری پیغمبر بعد از نزول عیسیٰ علیہ السلام، حضور علیہ السلام ہوں گے یا حضرت عیسیٰ؟

سوال نمبر ۱۰: نیز یہ بھی بتائیں کہ خاتم الانبیاء ہمارے پیغمبر ہوں گے (جب کہ مثالی جسم کے ساتھ مجازاً نبی ہیں بقول آپ کے) یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کہ اسی دنیوی حقیقی اصلی جسم مبارک کے ساتھ نزول فرمائیں گے۔

الغرض! ختم نبوت کا عقیدہ اور اس کے اثبات کے لئے امام الانبیاء کے ہر امتی پر لازم ہے کہ وہ حضور ﷺ کی قبر مبارک میں حقیقی حیات کا عقیدہ رکھے اور حقیقی حیات کا اطلاق حقیقی دنیوی اصلی جسم مبارک کے بغیر نقلی مثالی جسم پر ہو ہی نہیں سکتا۔ تدبر!

سوال نمبر ۱۱: اگر اب حضور ﷺ مجازی نبی ہیں بقول آپ کے اور فرقہ کرامیہ کے، تو بتائیں کہ مجازی نبی کی اتباع حقیقی نبی، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کر سکتے ہیں؟

مذکورہ مسئلہ میں اہلسنت اور فرقہ کرامیہ کا فرق

اہلسنت والجماعۃ کے بڑے مجتہد امام حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''قال ابو حنیفة انه رسول الآن حقیقة و قالت الکرامیة لا'' (مقام حیات ص ۵۰)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''حضور ﷺ اب بھی حقیقی طور پر رسول ہیں اور فرقہ کرامیہ والے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کا رسول ہونا اب حقیقی معنوں میں نہیں بلکہ مجازی ہے۔''

اور عقائد کی کتب میں صراحت ہے کہ آپ ﷺ اب بھی رسول حقیقی ہیں۔

''هو ﷺ بعد موته باق علی رسالته و نبوّته حقیقة کما یبقی وصف الایمان للمؤمن بعد موته و ذلک الوصف باق بالروح والجسد معا لا تاکله الارض انه ﷺ حیّ فی قبره رسولاً الی الابد حقیقة لا مجازا'' (الروضۃ البہیۃ ص ۱۵)

''حضور اکرم ﷺ اپنی وفات شریفہ کے بعد اب اپنی رسالت اور نبوت پر حقیقی طور پر قائم ہیں جیسا کہ مؤمن اپنی وفات کے بعد بھی صفت ایمان سے متصف رہتا ہے اور حضور ﷺ کا اپنی رسالت پر حقیقی اعتبار سے قائم رہنا روح مبارک اور جسد مبارک کے مجموعہ کے ساتھ ہے۔ آپ ﷺ اب بھی اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور ہمیشہ تک کے لئے رسول ہیں، حقیقی معنی کے لحاظ سے نہ کہ مجازی طور پر۔''

مولانا علامہ قاضی شمس الدین کا عقیدہ

استاذ العلماء جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کے نائب امیر فرماتے ہیں: ''اسلام میں انبیاء کے متعلق یہ عقیدہ

رکھنا واجب ہے کہ وہ زندگی میں بھی نبی حقیقی ہیں اور بعد الوفات (زندگی میں) بھی نبی حقیقی ہیں ابدالاباد کے لئے اور ان پر کوئی ایک لمحہ بھی ایسا نہیں آتا کہ وہ اس میں نبی حقیقی نہ ہوں بلکہ حکمی یا مجازی ہوں۔"

(مسالک العلماء ص ۱۰ بحوالہ مقام حیات ص ۵۰)

جیسا کہ خود حضور ﷺ نے انبیاء کی حقیقی حیات کو ظاہر فرمادیا کہ: "الانبیاء احیاء فی قبورھم" (الحدیث) اور یہ حدیث بالکل صحیح ہے۔ جیسا کہ دوسری قسط میں ظاہر ہوگا۔ ان شاء اللہ!

ناظرین! کرامیہ نے جب انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ کو جماد محض اور محفوظ محض کہا تو سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ ﷫ نے اور علماء کرام نے برملا فرمایا کہ وہ اب بھی رسول حقیقی ہیں جو روح وجسد کے مجموعہ کا نام ہے مگر موجودہ دور کے فرقہ اشاعتیوں کا عموماً اور مولانا بندیالوی صاحب کا خصوصاً نظریہ مکمل طور پر فرقہ کرامیہ کے ساتھ مل رہا ہے۔ اسی رسالہ کے ٹائٹل کے اوپر دائیں طرف ہے: "لہ دعوۃ الحق" اور بائیں طرف ہے: "یا اللہ مدد" جس سے ظاہر ہوا کہ فرقہ اشاعتی والے اللہ کی رضا کے لئے پہلے دعوت حق دیتے ہیں اور بعد میں اللہ سے مدد حاصل کرتے ہیں جو کہ خلاف شرع ہے اور یہ بھی جہالت ہے اس پر حسب ذیل سوالات ہیں۔

<u>سوال نمبر ۱۲</u>: دعوت حق کے بعد جو مدد حاصل کرنے کا آپ نے سبق دیا ہے یہ کس کتاب میں موجود ہے؟

<u>سوال نمبر ۱۳</u>: بعد از دعوت حق آخر کس کام کی مدد حاصل کی جارہی ہے؟ وضاحت کریں؟

<u>سوال نمبر ۱۴</u>: ہر متبرک کام سے پہلے اللہ کی مدد حاصل کرنی چاہئے یا بعد میں؟

اسی ٹائٹل کے نیچے لکھا ہے مرکزی دفتر جامع مسجد سیدنا معاویہ ﷛ جامعہ ضیاء العلوم فاروق اعظم روڈ سرگودھا حالانکہ مسجد اور مدرسہ دو مختلف مقام پر واقع ہیں اور درمیان میں سڑک کا فاصلہ ہے اور جماعت کا مرکزی دفتر شہر میں ایک ہوتا ہے اور یہاں قطعاً ظاہر نہیں ہورہا کہ جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ کا مرکزی دفتر سڑک کے دائیں طرف ہے یا بائیں طرف۔ اس پر حسب ذیل سوالات ہیں:

<u>سوال نمبر ۱۵</u>: فرقہ اشاعتیوں کا مرکزی دفتر ایک ہے یا کئی؟ اگر ایک ہے تو کہاں واقع ہے مسجد میں یا مدرسہ میں؟

<u>سوال نمبر ۱۶</u>: اگر فرقہ اشاعتیوں کے مرکزی دفتر بہت ہیں تو سوال یہ ہے کہ پھر مرکزی دفتر لکھنا صحیح ہے یا مرکزی دفاتر؟

ہم تو جہالت کی ہر دیوار گرا دیتے ہیں　　ہم سے الجھو گے تو دنیا میں جیو گے کیسے

اسی ٹائٹل کے درمیان میں یہ مضمون ہے: "اس مختصر رسالے میں قرآن وحدیث کے دلائل، محدثین کی آراء اور علماء دیوبند کی عبارات سے ثابت کیا گیا ہے کہ بعد از وفات امام الانبیاء ﷺ کو برزخی حیات حاصل ہے جو دنیوی حیات سے بدرجہا اعلیٰ اولیٰ اور افضل ہے۔" (رسالہ حیات النبی ﷺ)

ناظرین! اس مضمون سے ظاہر یہ کیا گیا ہے کہ اس رسالہ حیات النبی ﷺ میں قرآن وحدیث سے حضور ﷺ کی برزخی حیات ثابت کی گئی ہے جو دنیاوی حیات سے اعلیٰ ہے۔ حالانکہ برزخی حیات کے آپ بھی قائل

ہیں اور ہم بھی اور اسی طرح دنیوی حیات سے افضل ہونے کے بھی ہم سب قائل ہیں جیسا کہ اکابرین اہلسنت کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ نیز مولانا بندیالوی صاحب نے بھی اپنے رسالہ حیات النبی ﷺ کے پیش لفظ کے دوسرے صفحہ میں یہ اقرار کیا ہے کہ اختلاف نہ امام الانبیاء ﷺ کی موت کے بارے میں ہے اور نہ حیات کے بارے میں ہے بلکہ اختلاف حیات کی نوعیت اور کیفیت کے بارے میں ہے۔ (رسالہ)

صاحب مؤلف رسالہ ہذا کے اس مضمون سے واضح ہو گیا کہ ہمارا اختلاف حضور ﷺ کی دنیاوی موت کے بارے میں قطعاً نہیں ہے بلکہ ہم سب "انک میت و انھم میتون" (القرآن) اور "فان محمداً قد مات" (خطبہ حضرت صدیق ﷛) کے تحت دنیاوی موت کے ایقاع کے قائل ہیں کہ بے شک حضور ﷺ کو موت آئی۔ اسی طرح مولانا بندیالوی صاحب نے یہ بھی اقرار کر لیا ہے کہ ہمارا اختلاف حضور ﷺ کی حیات کے بارے میں بھی نہیں ہے اور یہ حیات یقیناً برزخی ہے کیونکہ دنیاوی موت کے بعد آگے آنے والا عالم (جہان) عالم برزخ ہی کہلاتا ہے۔ جب مؤلف رسالہ ہذا کے رسالہ سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ آپ ﷺ کو برزخی حیات حاصل ہے اور اس میں اختلاف بھی نہیں ہے تو مولانا بندیالوی صاحب نے برزخی حیات ثابت کر کے کون سے گل کھلائے ہیں؟ کس کی تردید کی ہے؟ کیا ثابت کرنا تھا اور کیا ثابت کر دیا۔ کیا یہی ان کی تحقیقی پرواز ہے؟ واہ رے تیری انوکھی تحقیق۔

ہمارے اور فرقہ اشاعتیوں کے مابین فرق

غور طلب امر یہ ہے کہ مولانا بندیالوی صاحب نے کیا ثابت کرنا تھا تو اس کے متعلق عرض ہے کہ اس مسئلہ میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ امام الانبیاء ﷺ بعد از وفات اسی جسد عنصری کے ساتھ اسی زمینی قبر منور میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی یہ حیات برزخی دنیوی جیسی ہے اور فرقہ اشاعتیوں کے علماء کا نظریہ یہ ہے کہ وفات کے بعد آپ ﷺ کا جسد اطہر حجرہ سیدہ عائشہ ﷞ میں مدفون ہے جو قیامت تک محفوظ رہے گا اور آپ ﷺ کی روح مبارک جسم مبارک سے پرواز کر کے جنت الفردوس کے سب سے اعلیٰ مقام میں ہے اور آپ ﷺ کی حیات برزخی روحانی اور اخروی ہے۔ ہر دو مضمونوں سے حسب ذیل امور ظاہر ہوئے:

۱...... ہم زمینی قبر منور میں حیات کے قائل ہیں اور فرقہ اشاعتی والے اس کے منکر ہیں اور یہی انکار انہوں نے مع الدلائل ثابت کرنا تھا۔

۲...... ہم حضور ﷺ کے اصلی حقیقی دنیوی جسم مبارک میں حیات کے قائل ہیں اور اشاعتی مثالی جسم میں حیات کے قائل ہیں اور اسی کو انہوں نے مع الدلائل ثابت کرنا تھا۔

۳...... ہم بعد از وفات روح مبارک کا جسم مبارک سے ابدالآباد خصوصی تعلق قائم رکھنے کے قائل ہیں اور اشاعتی جسم مبارک سے روح مبارک کو قیامت تک جدا رکھنے کے قائل ہیں اور اسی کو انہوں نے ثابت کرنا تھا۔

۴...... ہم قبر منور والی خصوصی جگہ کو عرش کرسی لوح وقلم اور جنت الفردوس سے افضل کہتے ہیں اور اشاعتی مشرکوں کا قبرستان کہتے ہوئے اس جگہ کی عظمت کا انکار کرتے ہیں اور اسی کو انہوں نے ثابت کرنا تھا۔

۵...... ہم بعداز وفات دنیوی بھی حضور پاک ﷺ کے جسم مبارک کوساری کائنات کے جسموں سے اعلیٰ واولیٰ افضل واشرف کہتے ہیں اورفرقہ اشاعتی والے بعداز وفات عالم برزخ میں جنت الفردوس میں کوئی اعلیٰ اولیٰ مقام پیش کرتے ہوئے روح مبارک کوجسم مبارک سے کلی طور پر جدا کر کے وہاں منتقل کرنے کے قائل ہیں اوراسی نظریہ کو انہوں نے ثابت کرنا تھا۔مگر مولانا بندیالوی صاحب نے ان میں سے کچھ بھی ثابت نہیں کیا اور اپنے رسالہ حیات النبی ﷺ کے ٹائیٹل میں یہ سرخی دی کہ ہم برزخی حیات ثابت کریں گے جو دنیوی حیات سے اعلیٰ ہے۔حالانکہ ہردو مسئلوں میں ہماراان سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔اس پرحسب ذیل سوالات ہیں:

سوال نمبر ۱۷: بعدازوفات برزخ میں حضور ﷺ کا دنیوی جسم مبارک افضل ہے یا کوئی اور جسم؟ قرآن وحدیث صحیح صریح سے جواب دیں؟

سوال نمبر ۱۸: اللہ تبارک وتعالیٰ کو برزخ میں امام الانبیاء کا دنیوی جسم مبارک زیادہ محبوب ہے یا وہ مثالی جسم جہاں روح مبارک داخل ہوئی (بقول آپ کے) وہ زیادہ محبوب ہے؟

سوال نمبر ۱۹: اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتیں اور برکتیں گنبد خضریٰ پر نازل ہورہی ہیں جہاں بقول آپ کے دنیوی جسم مبارک بے حس وبے جان مدفون ہے یا اس مثالی جسم پر جس میں روح مبارک پہنچی اور جان آ گئی؟ (بقول آپ کے)

سوال نمبر ۲۰: کیا فرقہ اشاعتی کوئی آیت کریمہ یا حدیث صحیح صریح سے ثابت کرسکتے ہیں کہ بعداز وفات حضور ﷺ کا جسم مبارک قیامت تک مدفون ومحفوظ بے حس وبے جان رہے گا اور روح مبارک کا تعلق جسد اطہر سے کسی قسم کا نہ ہے اور نہ ہوگا؟

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

سوال نمبر ۲۱: کیا فقط روح محمد علیہ السلام کو محمد ﷺ کہہ سکتے ہیں؟

سوال نمبر ۲۲: اسی طرح فقط جسم محمد کو محمد ﷺ کہہ سکتے ہیں؟

سوال نمبر ۲۳: اگر کہہ سکتے ہیں تو حقیقتاً کہا جائے گا یا مجازاً؟

سوال نمبر ۲۴: اگر حقیقتاً نہیں کہا جاسکتا تو ''محمد رسول اللہ'' کس حیثیت سے مسؤل ہوں گے؟

سوال نمبر ۲۵: کیا روح محمد ﷺ کو (جس کو اللہ نے پیدا کیا جسم محمد ﷺ کے لئے) اس میں زیادہ راحت ہوگی یا اس مثالی جسم میں (جس کو آپ نے منتخب کیا ہوا ہے؟)

بندیالوی کہنا غلط ہے

اسی ٹائیٹل پر ہے مؤلف محمد عطاء اللہ بندیالوی اس میں بندیال کی طرف جونسبت کی گئی ہے۔یہ عربی قواعد کے سراسر خلاف ہے۔اصل میں بندیالی صحیح ہے جیسے بنگال سے بنگالی اور خیال سے خیالی وغیرہ۔میرا چیلنج ہے کہ بندیالوی کہہ کرنسبت کرنا قطعاً صحیح نہیں ہے۔غلطی کی نشان دہی کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ہاں! اگر کسی کو ہمارے اس چیلنج پر شک ہوتو عربی قواعد جاننے والے اہل علم حضرات سے رابطہ کر کے اپنے شکوک کو دور کرسکتا ہے۔

اسی ٹائٹل کے اندرونی حصہ پر ایک فتویٰ عدم سماع موتی درج کیا گیا ہے اور عنوان یہ ہے کہ:

مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

سوال: جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ مردہ دفن کیا ہوا اپنی آنکھوں سے اور انہی کانوں کے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہے اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا کہ نہیں؟

جواب: اس شخص کا یہ اعتقاد صحیح نہیں ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

ناظرین کرام! اس فتویٰ سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دفن کیا ہوا چونکہ سنتا دیکھتا نہیں اس لئے وہ مردہ ہے اس پر حسب ذیل سوالات ہیں۔ حالانکہ یہ سوال عام مردوں کے بارے میں مسئلہ متنازعہ فیہا کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

سوال نمبر ۲۶: کیا زندگی کے لئے سنتا دیکھنا ضروری ہے؟

سوال نمبر ۲۷: بہرہ اور اندھا شخص آپ کے نزدیک زندہ ہے یا مردہ؟

سوال نمبر ۲۸: جو شخص سویا ہوا ہے اور نیند کے غلطہ کی وجہ سے نہ کچھ سن رہا ہے اور نہ ہی دیکھ رہا ہے کیا وہ شخص آپ کے نزدیک زندہ ہے یا مردہ؟

نیز حیات النبی ﷺ رسالہ کے شروع میں ہی اس فتویٰ کو پیش کر کے یہ بھی ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور ﷺ بھی صلوٰۃ وسلام قریب سے نہیں سنتے اور زائر کو نہیں دیکھتے کیونکہ حضور ﷺ بھی اس فتویٰ کی رو سے بعد الموت قبر میں مردہ ہیں۔ (معاذ اللہ) جب کہ عام سماع موتی مختلف فیہا مسئلہ ہے اور سماع انبیاء علیہم السلام متفق علیہا مسئلہ ہے۔ جیسا کہ قطب الاقطاب امام اہلسنت حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بے نظیر فتاویٰ، فتاویٰ رشیدیہ میں صراحت کی ہے اور اس کے علاوہ علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر اہلسنت نے بھی اپنی کتب میں اس کی وضاحت کی ہے۔ اس کے علاوہ اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوقات سے انبیاء کرام علیہم السلام کو بہت اونچا شان عطاء فرمایا ہے کہ یہ نبی ہیں اور دیگر حضرات ان کے امتی، اور نبی اور امتی میں زمین آسمان سے بھی زیادہ فرق ہوتا ہے اور یہ بھی مسلمہ عقیدہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی شان ایک طرف اور امام الانبیاء ﷺ کی شان ایک طرف۔ حضرات انبیاء کرام اور تمام فرشتے مل کر بھی خاتم الانبیاء ﷺ کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔

حضور پاک ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات سے امتیازی خصوصی صفات عطا فرما کر جملہ مخلوقات سے ممتاز کر دیا ہے۔ یاد رکھیں آپ ﷺ کا سننا تمام کائنات کے سننے سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا دیکھنا سب کے دیکھنے سے اعلیٰ وارفع ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کا دیکھنا سب کے دیکھنے سے اعلیٰ ہے اور بولنا سب کے بولنے سے اعلیٰ ہے۔ (علیٰ ہذا القیاس)

حضرت بانی دارالعلوم دیوبند رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ:

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں　　تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

مگر مولانا بندیالوی صاحب نے ایک مہمل جعلی من گھڑت فتوے کا سہارا لیتے ہوئے حضور ﷺ جیسی عظیم شخصیت کو اس میں شامل کردیا اور حیات النبی ﷺ کے عظیم اور مقدس ومطہر عنوان سے یہ ثابت کردیا کہ حضور ﷺ حیات نہیں۔ ایسی دورنگی چال اور ایسے جعلی ثبوت کا کیا کہنا۔

نبی اور امتی کی موت میں زمین آسمان کا فرق

قارئین کرام! اعلان خداوندی ہے: ''کل نفس ذائقة الموت'' کہ ''ہر ایک نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔'' مگر ہر ذی شعور مسلمان کا ایمان ہے کہ مؤمنوں اور کافروں کی موت میں بہت فرق ہے۔ مؤمن کے لئے موت تحفہ اور کافر کے لئے موت مستقل عذاب ہے۔ اسی طرح یہ بھی ہمارا ایمان ہے کہ امتی اور اس کے نبی ﷺ کی موت میں بھی بڑا فرق ہے اور ہمارے پیغمبر ﷺ کی موت اور دیگر نبیوں کی موت میں بہت بڑا فرق ہے۔ کیونکہ یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے سردار ہیں اور امام الانبیاء ہونے کے ساتھ ساتھ خاتم الانبیاء اور محبوب کائنات اور محبوب رب العالمین بھی ہیں۔ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی دنیوی حیات جیسے سب سے اعلیٰ ہے اسی طرح دنیوی موت بھی سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔

نیز جیسے دنیوی حیات اور دنیوی موت کے مذکورہ فرق کے ہم اہلسنت والجماعت قائل ہیں اسی طرح قبر اور قبر میں پیش ہونے والے واقعات وحالات کے فرق کے بھی ہم قائل ہیں۔ چنانچہ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کی قبر مبارک جنت کا ٹکڑا ہے اور ساری جنت سے اعلیٰ ہے کہ وہاں مقصود کائنات آرام فرمارہے ہیں۔

مذکورہ تمہید کے بعد مولانا بندیالوی صاحب کے جعلی من گھڑت فتوے کی طرف توجہ کریں اس فتویٰ میں مطلقاً مردہ کا لفظ مذکور ہے۔

جعلی فتویٰ کے سوال میں قطعاً نہیں ہے کہ کافر مردہ کے سننے کے بارے میں فتویٰ لیا گیا ہے یا مسلمان کے بارے میں نیز مسلمان فاسق فاجر شرابی مراد ہے یا کامل متقی پرہیزگار۔ مگر مولانا بندیالوی صاحب نے لفظ مردہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کافر، مؤمن، فاسق ومومن کامل، ولی، قطب، ابدال، نبی، رسول اور امام الانبیاء ﷺ مراد لے کر عوام الناس کو اپنے رسالہ حیات النبی ﷺ میں یہ سبق دے دیا کہ حضور ﷺ بھی بعد الوفات قبر شریف میں سنتے نہیں کیونکہ وہ بھی اس فتویٰ کی رو سے مردہ ہیں۔ (معاذ اللہ) حالانکہ حضور ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام یہاں قطعاً مراد نہیں ہیں اس پر حسب ذیل سوال ہے۔

سوال نمبر ۲۹: اگر کوئی خطیب دوران تقریر یہ کہے کہ بشر غلطی کا پتلا ہے انہی کانوں سے بکواسات وخرافات سنتا ہے اور انہی آنکھوں سے وہ نامحرم عورتوں کو دیکھتا ہے جس کی وجہ سے وہ طرح طرح کی غلط کاریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ کیا مولانا بندیالوی صاحب کی تحقیق بے تحقیق کے مطابق یہ خطیب کافر ہوجائے گا؟ کہ اس نے حضور ﷺ کی توہین کردی۔ کیونکہ حضور ﷺ بھی بشر ہیں اور آپ ﷺ کے کان مبارک اور آنکھ مبارک بھی ہیں۔

مولانا! اللہ آپ کو دین حقہ کی سمجھ اور سنی ذہن عطاء فرمائے۔ مذکورہ خطیب مذکورہ بیان سے کافر نہیں ہوگا یقین نہیں آتا تو اپنے اشاعتی مفتی صاحب سے اس کی تحقیق کرلیں۔

القصہ جیسے مطلقاً بشر کی خبر سے حضور ﷺ کی بشریت مراد نہیں لی جائے گی۔ اسی طرح مطلقاً مردہ کے لفظ کے استعمال سے بھی آپ علیہ السلام مراد نہیں لئے جائیں گے۔

مولانا بندیالوی صاحب نے رسالہ حیات النبی ﷺ کی ابتداء میں بجائے بسم اللہ کے اس فتویٰ کو پیش کر کے اور حضور امام الانبیاء ﷺ کو مراد لے کر بہت بڑی گستاخی کی ہے۔ اللہ ہم سب کو ایسے ذہن سے محفوظ رکھے۔ آمین یارب العالمین!

جعلی فتویٰ

اب اس فتویٰ کے متعلق سنئے: یہ فتویٰ جعلی ہے اس فتویٰ کو اس سے قبل حضرت مولانا محمد حسین صاحب نیلوی نے اپنی کتاب (شفاء الصدور مترجم طبع اوّل) کے آخر میں شائع کیا اور ساتھ ہی ایک نوٹ دیا کہ اصل فتویٰ ضیاء الحق ناظم مدرسہ ضیاء العلوم بلاک نمبر ۱۸ سرگودھا کے پاس محفوظ ہے۔ ملاحظہ فرمایا جائے:

ہماری جماعت کے ذمہ دار ساتھی علامہ قاری حبیب الرحمن صاحب صدیقی مع چند ساتھیوں کے مدرسہ ضیاء العلوم گئے اور مطالبہ کیا کہ اصل فتویٰ دکھاؤ تاکہ دونوں فریق مل کر اس فتویٰ کا فوٹوسٹیٹ کروائیں اور دارالعلوم دیوبند، مدرسہ امینیہ دہلی، جامعہ اشرفیہ لاہور، دارالعلوم کراچی اور اسی طرح دیوبندیوں کے بڑے مراکز میں بھیج کر اس کی تصدیق کروائیں کہ کیا واقعی یہ فتویٰ صحیح ہے یا جعلی۔

دیوبندیوں کے مراکز سے جو جواب موصول ہوگا وہ دیوبندیوں کو قبول ہوگا۔ ہمارے ساتھیوں نے بار بار چکر لگائے اور اصل فتویٰ کا اصرار کیا۔ مگر مولانا نے انکار کیا اور حیل وحجت سے کام لیا۔ کبھی کہا کہ فلاں کے پاس ہے اور کبھی کہا یہاں رکھا تھا مل نہیں رہا۔ اسی لیت ولعل میں عرصہ بیت چکا ہے۔ اصل فتویٰ نہ تھا نہ آیا۔

نیز مذکور فتویٰ میں سائل کا نام ہی نہیں ہے اور نہ ہی دستخط ہیں اس کے۔ نہ سائل کے سوال میں تاریخ درج ہے اور نہ ہی جواب میں اور ساتھ ساتھ اصل فتویٰ بھی۔

سوال نمبر ۳۰: اس مہمل ومخفی فتویٰ میں اور اصل کے حذف کرنے میں آخر راز کیا ہے؟

ناظرین! اس کے علاوہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہر فتویٰ کو باقاعدہ دارالافتاء میں محفوظ کیا جاتا تھا کہ فلاں شہر سے فلاں شخص نے فلاں تاریخ کو سوال کیا اور فلاں تاریخ کو حضرت فقیہ العصر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔ پھر ان تمام فتاویٰ جات کو کفایت المفتی کے نام سے شائع کیا اور وہ کتاب ہمارے پاس موجود ہے۔ اس میں یہ فتویٰ ہرگز نہیں ہے۔ ہم حیران ہیں کہ اتنے اہم مسئلے کا جواب اور شاگردوں یا بیٹوں میں سے کسی نے بھی دارالافتاء کے کسی رجسٹرڈ میں درج نہیں کیا اور نہ ہی تاریخ لکھی اور نہ ہی سائل کو کہا کہ اپنے دستخط کرو اور نہ ہی اس کا نام لکھوایا۔ (جب کہ باقی سب فتوؤں میں نام تاریخ موجود ہے) اور نہ اس کو کفایت المفتی میں درج کیا۔

سوال نمبر ۳۱: اشاعتیوں کے مذکورہ فتویٰ میں کیا واقعی حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جملہ شاگرد اور صاحبزادگان بھول گئے ہیں؟ (کہ فتویٰ کے اخفاء کو دور نہ کر سکے) یا حقیقت کچھ اور ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ یہ جعلی فتویٰ ہے اور اس راز کو وہ افشاء نہیں کرنا چاہتے تھے۔ مگر اب:

اتنا ہی یہ افشاء ہوگا جتنا کہ دبا دو گے

مضبوط دلیل

اس جعلی فتویٰ کی تردید کے لئے ہمارے پاس اس سے بھی زیادہ مضبوط دلیل ہے اور وہ یہ کہ مجیب کے جواب میں یہ مرقوم ہے کہ قائلین سماع موتی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ جب کہ سید المفسرین علامہ حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''والسلف مجمعون علی ھذا وقد تواترت الآثار عنھم بان المیت یعرف بزیارۃ الحیّ لہ ویستبشر بہ الخ'' اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم کا اس بات پر اجماع ہے اور بلاشبہ تواتر کے ساتھ ان سے مروی ہے کہ مردہ اس زندہ کو جو اس کی زیارت کرتا ہے پہچانتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۳۸)

اور فخر المفسرین حضرت علامہ آلوسی حنفی اپنی شہرۂ آفاق کتاب تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں: ''والحق ان الموتی یسمعون فی الجملۃ الخ'' اور حق بات یہ ہے کہ مردے فی الجملہ سنتے ہیں۔

(تفسیر روح المعانی ج ۲۱ ص ۵۷)

اور شمس المحققین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اقول والاحادیث فی سمع الاموات قد بلغت مبلغ التواتر'' میں کہتا ہوں کہ مردوں کے سماع کی حدیثیں تواتر کے درجہ کو پہنچی ہوئی ہیں اور یہ فرق بھی بیان کیا کہ سماع (سننا) اور ہے اور اسماع (سنانا) اور ہے اور آیت کریمہ میں نفی اسماع کی ہے نہ کہ سماع کی۔''

(فیض الباری شرح صحیح بخاری ج ۲ ص ۴۶۷)

اور زبدۃ المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سماع موتی کا مستقل باب باندھا اور صحیح احادیث مبارکہ سے سماع موتی کو ثابت کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے موجود ہیں ان تمام حوالوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے صرف اتنی عرض ہے۔

سوال نمبر ۳۲: اگر جعلی فتویٰ کے متعلق فرض کریں کہ جعلی نہیں ہے تو ایمان داری سے بتائیں کہ اتنے بڑے محقق فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ تصور کیا جا سکتا ہے کہ اتنا سخت فتویٰ دیں کہ سماع موتی کے قائل کے پیچھے نماز ہی نہیں ہوتی؟

سوال نمبر ۳۳: کیا ہمیں حوالے نظر آگئے اور حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو نظر نہیں آئے؟

حق وہ جو بڑھ چڑھ کر سامنے آئے

سرپرست اعلیٰ جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ اور مولانا بندیالوی صاحب کے پیرومرشد رئیس المفسرین حضرت مولانا حسین علی صاحب آف واں بھچراں اپنی مشہور ومعروف کتاب (تحریرات حدیث ۲۵۷) میں فرماتے ہیں: ''ونؤمن بان المیت یعرف من یزورہ اذا اتاہ واکدہ یوم الجمعۃ بعد طلوع الفجر قبل طلوع الشمس'' اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ جب میت کے پاس کوئی شخص زیارت کرنے کو آتا ہے تو وہ میت اس کو پہچان لیتی ہے۔ خصوصاً جمعۃ المبارک کے دن طلوع فجر کے بعد طلوع شمس سے قبل۔ (بحوالہ تسکین الصدور)

سوال نمبر ۳۴: کیا واقعی سماع موتی کا عقیدہ شرکیہ عقیدہ ہے؟ حضرت مولانا مذکور آپ کے نزدیک موحد تھے یا؟

سوال نمبر ۳۵: مولانا مذکور نے لکھا ہے کہ زیارت کو آتا ہے تو میت پہچان لیتی ہے۔ فرمائیں زیارت کس کی کرے؟ اعلیٰ علیین کی (جہاں روح ہے) یا قبر کی (جہاں جسم ہے اور روح کا تعلق ہے)

سوال نمبر ۳۶: مولانا مذکور نے زیارت کے لئے میت کا لفظ فرمایا ہے۔ فرمائیں آپ کے نزدیک روح میت ہوتی ہے یا جسم؟

سوال نمبر ۳۷: حافظ ابن کثیر، علامہ آلوسی، علامہ کشمیری، امام بخاری اور سلف صالحین بالخصوص حضرت مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے جن مسلمانوں نے نمازیں ادا کیں ان کی نمازیں ادا ہوئی ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر ۳۸: یہ بھی فرمائیں کہ یہ سب اکابر علماء اہلسنت مشرک تھے یا قطع شرک و بدعت؟

ناظرین! مولانا بندیالوی صاحب نے اپنے رسالہ حیات النبی ﷺ کی ابتداء میں یہ جعلی فتویٰ پیش کر کے یہ ثابت کر دیا کہ میرے نزدیک عام سماع موتی اور سماع انبیاء علیہم السلام میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جب کہ یہ بہت بڑی گستاخی ہے۔ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ امتیوں کے اعمال وافعال اللہ کے نبی کے اعمال کے مساوی نہیں ہیں۔ اسی طرح امتیوں کے صفات ودرجات نبی کے مساوی نہیں۔ ان کے مابین زمین وآسمان کا فرق ہے۔ انبیاء کرام تو بہت اونچے ہیں ہمارا عمل اللہ کے سچے ولی کے عمل کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔

تو سماع موتی اور سماع انبیاء کرام علیہم السلام کے مابین زمین آسمان کا فرق ہے سماع موتی مختلف فیہا مسئلہ ہے اور سماع انبیاء متفق علیہا مسئلہ ہے جیسا کہ قطب الاقطاب حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رشیدیہ (ج ۱ ص ۹۹) میں لکھا ہے مگر مولانا مذکور نے عام سماع موتی (مؤمن کافر فاسق فاجر) اور سماع انبیاء کرام کو ایک ہی درجہ میں رکھ دیا۔

نیز اپنے معتقدین حضرات کو یہ سبق بھی دے رہے ہیں کہ حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی وہی عقیدہ ہے جو ہمارا ہے۔ یعنی سماع موتی اور سماع انبیاء کرام علیہم السلام میں کوئی فرق نہیں اور یہ شرکیہ عقیدہ ہے اور جو اس کا قائل ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ جب کہ یہ بہت بڑا جھوٹ اور فراڈ ہے۔

فقیہ العصر حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عقیدہ (المہند میں واضح کر دیا ہے (جس کا تفصیلی ذکر آگے آئے گا ان شاء اللہ) اس کے علاوہ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں یعنی ان کو ایک برزخی زندگی حاصل ہوتی ہے ان کی قبر مطہر کے قریب کھڑے ہو کر ان کو سلام عرض کرنا جائز ہے۔ (مسالک العلماء طبع اوّل ص ۱۴۷)

اس کے علاوہ کفایت المفتی میں حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ صلوٰۃ وسلام کے ساتھ یا رسول دیا حبیب ندا کے الفاظ پکارنا اس خیال سے کہ صلوٰۃ وسلام آنحضرت ﷺ کو فرشتوں کے ذریعہ پہنچا دیا جاتا ہے اور آپ ﷺ تک ہماری ندا اور خطاب پہنچ جاتا ہے جائز اور درست ہے۔ کیونکہ بعض روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ باری تعالیٰ وتقدس نے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیا ہے اور اس کو ایسی قوت سامعہ عطاء فرمائی ہے کہ وہ تمام مخلوق کے صلوٰۃ وسلام سن کر حضرت نبوی ﷺ میں عرض کر دیتا ہے اور آنحضرت ﷺ جواب دیتے ہیں۔

ہاں! اس خیال اور اعتقاد سے ندا کرنا کہ آنحضرت ﷺ کی روح مبارک مجلس مولود میں آتی ہے اس کا شریعت مقدسہ میں کوئی ثبوت نہیں اور کئی وجہ سے یہ خیال باطل ہے۔ اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ جیسا کہ اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجلس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کر کے ہوتا ہے یا کسی اور طریقہ سے؟ اگر مفارقت کر کے مانا جائے تو آپ ﷺ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے یا کم از کم اس زندگی میں فرق آنا ثابت ہوتا ہے تو یہ صورت علاوہ اس کے کہ بے ثبوت ہے باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم۔ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۱۵۹)

ان جوابوں سے یہ ثابت ہو گیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہوتے ہیں اور یہ اہلسنت والجماعت کا مذہب ہے جعلی فتویٰ سے یہ سبق دینا کہ انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص حضور علیہ السلام نہیں سنتے اور کہنا کہ یہی فتویٰ فقیہ الامت حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، سراسر غلط ہے۔ نیز جمعیت اشاعۃ التوحید والسنہ کے ایک ذمہ دار عالم دین مولانا سید سجاد بخاری اپنی کتاب (اقامۃ البرہان ص ۲۱۳) میں فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ لکھتے ہیں کہ: ''انبیاء علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں یعنی ان کو ایک برزخی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ ان کی قبر مطہر کے قریب کھڑے ہو کر ان کو سلام عرض کرنا جائز ہے۔'' الخ!

اور یہ ہم سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس قبر مطہر سے زمینی قبر ہی مراد ہے جس کے قریب کھڑا ہونا ممکن ہے اور یہ بھی آپ جانتے ہیں کہ اس زمینی قبر میں حضور ﷺ کا جسد مبارک موجود ہے تو حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ سے حضور ﷺ کی حیات بجسدہ انہی کی کتاب سے ثابت ہوگی۔

ہماری نہیں اپنے ہی ماہنامہ تعلیم القرآن کی سنئے

ماہنامہ تعلیم القرآن ماہ نومبر ۱۹۸۱ء بانی شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے (ص ۲۱) میں بھی فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کسی آدمی کی قبر پر سلام کرنا اور یہ سمجھنا کہ وہ سنتے ہیں درست نہیں۔

یہاں سے واضح ہو گیا کہ سماع انبیاء اور ہے اور سماع موتی اور وہ متفق علیہا مسئلہ ہے اور یہ مختلف فیہا مسئلہ ہے یعنی عام سماع موتی کے مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اختلاف چلا آرہا ہے بعض ثبوت کے قائل ہیں اور بعض عدم ثبوت کے۔ مگر حضرت اقدس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ عام موتی کے بارے میں بھی ہرگز یہ نہیں ہے جو مولانا بندیالوی صاحب نے اپنے رسالہ میں ان کی طرف منسوب کیا ہے اس لئے کہ عام موتی کے سماع کے بارے میں بھی وہ یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ ممکن ہے یعنی سننے کا امکان ہے۔

ملاحظہ ہو: ''قبرستان میں جا کر السلام علیکم یا اھل القبور کہنا جائز ہے۔ آنحضرت ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کو عذاب سے سلامتی کی دعا دینا مراد ہے یا بیشک حرف ندا ہے مگر ندا اور خطاب کبھی نہ سننے والے کو بھی کر دیا جاتا ہے۔ جیسے ''ھل انت الا اصبع دمیت و فی سبیل اللہ مالقیت'' یعنی حضور ﷺ کی انگلی زخمی ہو گئی تو آپ ﷺ نے انگلی کو خطاب کر کے فرمایا کہ تو ایک انگلی ہے کہ خون آلود ہو گئی اور یہ تکلیف اللہ کے راستے میں تو نے اٹھائی ہے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ سلام مردوں کو سنا دیتا ہے۔'' الخ! (کفایت المفتی ج ۴ ص ۱۸۲)

برادران اہل سنت والجماعت! فرقہ اشاعتیوں کی کتب اور رسالہ میں درج شدہ فتوؤں سے یہ واضح ہوگیا کہ فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا وہی عقیدہ ہے جو المہند میں موجود ہے اور حضرت دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی المہند کی تصدیق صحیح ہے نیز یہ بھی واضح ہوگیا کہ حیات وسماع انبیاء اہلسنت کا متفق علیہا عقیدہ ہے جو اس کے خلاف کہتا ہے وہ سنی ہرگز نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوگیا کہ اشاعتیوں کے مقرر واعظ مولانا بندیالوی صاحب کا پیش کردہ فتویٰ جعلی اور من گھڑت فتویٰ ہے اس کی اکابر علماء دیوبند کے ہاں کوئی وقعت نہیں ہے ورنہ ہمیں بتائیں؟

سوال نمبر ۳۹: جتنی نمازیں حضرت نیلوی صاحب نے حضرت اقدس دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے ادا کیں اور جتنی نمازیں مولانا بندیالوی صاحب نے حضرت مولانا شمس الدین کے پیچھے ادا کیں۔ یہ جملہ نمازیں ادا ہوئی یا نہیں؟

اگر ادا ہیں تو مولانا مذکور کا فتویٰ غلط اور اگر وہ فتویٰ صحیح ہے تو پہلے مولانا اور مولانا کے استاد اپنی نمازیں قضاء کریں پھر فتویٰ دیں یا واضح کہیں کہ کفایت المفتی، مسالک العلماء، اقامۃ البرہان، تحریرات حدیث اور ماہنامہ تعلیم القرآن غلط ہیں اور رسالہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیش کردہ فتویٰ صحیح ہے۔ تاویلات کی اجازت نہیں ہے اس لئے کہ جملہ فتوے بالکل واضح ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ قبر کے قریب کھڑے ہونے سے کون سی قبر مراد ہے اور اس قبر میں کون سا جسم ہوتا ہے۔ تدبر!

پیش لفظ

اس رسالہ کے پیش لفظ میں مولانا بندیالوی صاحب کہتے ہیں کہ: ''ہمارا نظریہ یہ ہے کہ امام الانبیاء کا وجود مقدس اپنے قبر منور میں آج بھی اسی طرح صحیح وسالم ہے جس طرح پہلے دن رکھا گیا'' الآن کما وضع'' کیڑے اور مٹی آپ کے وجود مبارک کو تو کجا آپ کے کفن تک کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ رب محمد کی قسم مچھلی پانی میں اتنی تروتازہ نہیں ہوتی اور گلاب کا پھول اپنی ٹہنی پر اتنا تروتازہ نہیں ہوتا جتنا قبر منور میں امام الانبیاء کا وجود مبارک تروتازہ ہے۔'' (رسالہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

سوال نمبر ۴۰: مندرجہ بالا تحریر کے پیش نظر صرف اتنی عرض ہے کہ جاندار جسم تروتازہ ہوتا ہے یا بے جان؟

سوال نمبر ۴۱: کس آیت کریمہ یا حدیث صحیح میں ہے کہ مردہ جسم تروتازہ ہوتا ہے؟ حوالہ پیش کریں؟

سوال نمبر ۴۲: فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک قبر میں پہلے دن رکھا گیا تھا یا تیسرے دن؟

ناظرین! مولانا بندیالوی صاحب نے واضح لفظوں میں یہ اقرار کرلیا کہ جہاں جسم مدفون ہوتا ہے وہ ہی اس کی قبر ہوتی ہے۔ لہٰذا اکابر علماء دیوبند کا فرمانا کہ انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اس سے وہ ہی قبر مراد ہوگی جس کا اظہار مولانا بندیالوی صاحب نے کردیا ہے یعنی جہاں جسم مدفون ہوگا وہ ہی اس کی قبر ہوگی اعلیٰ علیین جہاں ارواح جاتی ہیں اس کو اعلیٰ علیین تو کہہ سکتے ہیں قبرستان نہیں۔ قبرستان کہنے والا مولانا بندیالوی صاحب کی تحقیق عمیق اور نظریہ کے خلاف نظریہ رکھنے والا ہے۔ نیز مولانا مذکور نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ: ''مچھلی پانی میں اتنی تروتازہ نہیں ہوتی۔'' الخ!

سوال نمبر ۴۳: واقعی مچھلی پانی میں مکمل تروتازہ رہتی ہے۔ مگر زندگی کی وجہ سے کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مقدس بھی زندگی کی وجہ سے تروتازہ رہتا ہے؟ اگر نہیں تو تشبیہ صحیح نہیں۔

سوال نمبر ۴۴: کیا مردہ مچھلی پانی میں تر وتازہ رہ سکتی ہے؟

توحیدی جواہر

مولانا بندیالوی صاحب نے حضور ﷺ کی قبر کو منور کہا۔ لفظ منور باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور منور اس کو کہتے ہیں جس میں نور ہو۔

سوال نمبر ۴۵: قبر کو نور کس وجہ سے ملا؟ اور یہ نور خاص ہے یا عام؟

سوال نمبر ۴۶: یہ خصوصی نور اللہ تعالیٰ کا ہے یا سورج کا؟

سوال نمبر ۴۷: سورج کو جو نور عطاء ہوا وہ مؤثر ہے یا غیر مؤثر؟ یعنی کھیتی پھل پھول اور دیگر درختوں کے ایک ایک پتے کو زندہ کرتا ہے یا نہ؟

سوال نمبر ۴۸: اگر زندہ کرتا ہے اور یقیناً کرتا ہے تو عرض صرف اتنی ہے کہ سورج کا نور تو مؤثر ہو اور اللہ تعالیٰ کا خصوصی نور غیر مؤثر؟ (کہ حضور ﷺ کے جسم مبارک پر کچھ اثر نہ ہو) یہ نظریہ کس آیت کریمہ سے ثابت ہے؟ کون سی حدیث ہے؟ کس مجتہد کا قول ہے؟

سوال نمبر ۴۹: نیز اللہ تعالیٰ کے نور کی تجلی سورج کے لئے تو مؤثر ہو کہ سورج کو روشن کرے، زندہ کرے اور حضور ﷺ کے جسد اطہر کے لئے غیر مؤثر (کہ بالکل ہی زندگی نہ ہو) یہ توحیدی جواہر آپ نے کس سے حاصل کئے؟

الغرض! منور کہو تو زندگی ثابت ہوتی ہے اور مردہ کہو تو منور کی نفی لازم آتی ہے۔

پیش لفظ کا دوسرا صفحہ

اس صفحہ پر لکھتے ہیں کہ ہمارا خیال ہے کہ جو شخص مطلقاً حیات النبی ﷺ کا انکاری ہو وہ دولت ایمان سے عاری ہے کہ یہ حیات برزخی اور اخروی ہے جو فقط روح مبارک کو حاصل ہے۔ (رسالہ حیات النبی ﷺ)

ناظرین! برزخ کا معنی ہے پردہ اور برزخی جہان دنیوی موت کے بعد شروع ہوتا ہے۔ چونکہ دنیوی موت کے بعد حضور علیہ السلام عالم برزخ میں منتقل ہو گئے اس لئے برزخی حیات ہوئی اور چونکہ عالم دنیا کے بعد آنے والی ہر منزل عالم آخرت کی منزل ہے تو اس برزخی حیات کے ساتھ ساتھ اخروی حیات کہنا بھی صحیح ہوا۔ مگر عرض صرف اتنی ہے کہ یہ حیات تو تمام انسانوں کو حاصل ہے۔ برزخی ہے کہ عالم برزخ میں چلے گئے۔ اخروی ہے کہ عالم آخرت کی پہلی منزل میں چلے گئے اور روحانی ہے کہ وہ ہی روح زندہ ہے تو مولانا مذکور نے حیات النبی ﷺ کے رسالہ میں اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کی کون سی امتیازی حیات پیش کی ہے؟ مولانا نے تو وہ حیات پیش کی جو سب کو حاصل ہے۔ اپنے رسول ﷺ کے ساتھ اس بے مثال محبت پر مجھے تعجب ہے تمہاری عقل وفہم کو درست کرنے کے لئے عرض ہے کہ:

سوال نمبر ۵۰: کیا فرعون نمرود وابوجہل وغیرہ عالم برزخ میں ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر ۵۱: کیا ان کی روحیں زندہ ہیں یا نہیں؟

سوال نمبر ۵۲: کیا عالم دنیا سے آگے آنے والے عالم کو عالم آخرت کہنا صحیح ہے یا نہ؟ کیا روحانی برزخی اخروی حیات ان کو حاصل ہے یا نہ؟

تیری ہر بات گورا ہے مگرائے بندیالوی جس میں توہین رسالت ہو ہمیں منظور نہیں

اس سے بڑی بھی کیا کوئی گستاخی ہوسکتی ہے کہ حضور ﷺ کو برزخی حیات میں دیگر حضرات سے کوئی بھی امتیاز نہ ہو۔

نیز مولانا صاحب نے فرمایا کہ ہمارا خیال ہے اور آگے فرمایا کہ ہمارا نظریہ ہے اس پر حسب ذیل سوالات ہیں:

سوال نمبر ۵۳: عقیدہ اور خیال میں عقیدہ اور نظریہ میں اور نظریہ اور خیال میں کیا فرق ہے؟

سوال نمبر ۵۴: کیا عقیدہ ونظریہ میں اور عقیدہ وخیال میں نسبت تساوی ہے یا تباین؟

سوال نمبر ۵۵: اگر واقعی آپ کا حضور علیہ السلام کی حیات مبارک کے متعلق فقط خیال ہے عقیدہ نہیں تو پھر سوال یہ ہے کہ اگر کوئی آپ کے خیال شریف سے متفق نہ ہو تو کیا وہ مشرک ہو جائے گا؟

برادران اہلسنت! ہم نے یہ پہلا مبلغ دیکھا ہے کہ جو اس کے خیال شریف میں آجائے وہ ہی حرف آخر ہے اور اس کو قبول کرنا لازم ہے انکار کرو گے تو مشرک۔ واہ رے تیرے خیال!

برزخی حیات کا دنیوی حیات سے اعلیٰ ہونا

اسی صفحہ میں آگے لکھتے ہیں کہ: ”اور اشاعۃ التوحید والسنۃ کے علماء کا نظریہ یہ ہے کہ وفات کے بعد آپ ﷺ کا جسد اقدس حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں مدفون ہے جو قیامت تک محفوظ رہے گا اور آپ ﷺ کی روح مبارک جسم اقدس سے پرواز کر کے جنت الفردوس کے سب سے اعلیٰ اور افضل مقام میں آرام فرما ہے اور آپ ﷺ کی حیات برزخی اور اخروی ہے جو اس دنیوی حیات سے کروڑوں درجے اعلیٰ اولیٰ، اکمل، اشرف اور افضل ہے اور مرض الوفات میں اسی اخروی حیات کو آپ ﷺ نے پسند فرمایا۔“ (رسالہ حیات النبی ﷺ)

سوال نمبر ۵۶: ابھی تک فرقہ اشاعتیوں کا حضور ﷺ کی حیات کے بارے میں خیال شریف اور نظریہ ظاہر ہوا ہے عقیدہ نہیں۔ سوال یہ ہے کہ مذکورہ حیات کے بارے میں آخر آپ کا عقیدہ کیا ہے؟ اور عقائد معتبرہ کی کس کتاب میں ہے؟

نیز مولانا مذکور کا کہنا کہ نظریہ ہے۔ اس کا جواب آسان ہے کہ چونکہ ہر ذی علم اپنا نظریہ اپنی طرف سے بغیر قرآن وحدیث کے استنباط کے بھی پیش کر سکتا ہے۔ لہٰذا ہم آپ کے نظریہ سے متفق نہیں کہ اس سے اہل سنت والجماعت کے اجماعی عقیدہ کی نفی ہوتی ہے اور یاد رکھیں سنی اپنا نظریہ تو بدل سکتا ہے مگر عقیدہ نہیں۔ ہمارے اکابر علماء دیوبند نے ہمیں عقیدوں کی حفاظت کا حکم دیا ہے کہ عقیدہ کی حفاظت میں اگر جان جائے تو جانے دو مگر عقیدہ قطعاً نہیں بدلنا۔ البتہ نظریہ وقتی مصلحت کی بناء پر بدلنا صحیح ہے۔ (بشرطیکہ دین حقہ پر حرف نہ آئے)

نیز مولانا بندیالوی صاحب کا لکھنا کہ ”روح مبارک سب سے اعلیٰ مقام میں ہے۔“ الخ!

سوال نمبر ۵۷: وہ اعلیٰ مقام کون سا ہے؟ نیز فرمائیں کہ روح مبارک کسی کے جسم میں داخل ہوئی یا بغیر جسم کے دخول کے موجود ہے؟ نیز فرمائیں کہ بغیر جسم کے روح مبارک کہاں ہے اور جسم مبارک سے جدا ہو کر کیسے اور کیوں خوش ہے؟

سوال نمبر ۵۸: اگر کسی جسم میں داخل ہوئی اور وہاں آرام فرما ہے تو عرض صرف اتنی ہے کہ وہ جسم اعلیٰ ہے یا حضور ﷺ کا اپنا حقیقی اصلی جسم مبارک، جس نے از آدم علیہ السلام تا عیسیٰ علیہ السلام تمام اجسام مطہرہ سے زیادہ رب قدوس کی اطاعت وعبادت کی اور سب سے زیادہ اللہ کی راہ میں تکالیف برداشت کیں اور قربانیاں دیں۔

سوال نمبر ۵۹: آپ کے نزدیک جو سب سے اعلیٰ جسم ہے کیا اس نے بھی اللہ کی کوئی عبادت کی ہے یا نہ؟

سوال نمبر ۶۰: کیا آپ کے پاس کوئی آیت کریمہ یا صحیح حدیث ہے کہ جس سے آپ کا مذکورہ نظریہ ثابت ہو؟

ناظرین! مولانا مذکور کا کہنا کہ ''دنیوی حیات سے کروڑوں درجہ اعلیٰ'' الخ! یہ حیات تب حاصل ہو سکتی ہے جب حضور ﷺ کے جسم مبارک سے کوئی دوسرا جسم اعلیٰ ہو۔ کیونکہ دنیوی حیات روح مع الجسد الحقیقی تھی۔ اب اس جسد حقیقی سے اعلیٰ کسی دوسرے جسم کا ثبوت تو بہت دور کی بات ہے۔ ہم اہلسنت یہ جملہ سننا بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ ہمارا عقیدہ واضح ہے کہ عرش معلی سے لے کر تحت الثریٰ تک اس ساری کائنات میں کوئی جسم ایسا نہیں ہے جو حضور ﷺ کے جسم مبارک سے اعلیٰ ہو اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور خاتم النبیین رحمت للعالمین ﷺ کے جسم مبارک سے اعلیٰ جسم نہ پیدا کیا ہے اور نہ پیدا کرے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا کہ:

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور حجۃ الاسلام بانی دار العلوم دیوبند حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں — تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار

نیز ایک اور مقام پر حضور امام الانبیاء کی شان مبارک ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں کہ:

سب سے پہلے مشیت کے انور سے — نقش روح محمد بنایا گیا
پھر اسی نور سے لے کے تابانیاں — بزم کون ومکاں کو سجایا گیا

برادران اہلسنت! یقین جانیں مولانا بندیالوی صاحب نے مذکورہ جملہ میں اہلسنت والجماعت کے اجماعی عقیدہ کی تردید کے ساتھ ساتھ اپنے پیغمبر ﷺ کی بہت بڑی گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔

اور یہ اللہ کا شکر ہے کہ فرقہ اشاعتیوں کے مذکورہ اقوال تخیلات ہیں یا نظریات نہ کہ عقائد اور ہمارے معاشرہ میں تخیلات ونظریات کا بدلنا کوئی معیوب نہیں ہے۔ اسی لئے ہماری یہ ہمدردانہ عرض ہے کہ فوراً توبہ کریں اور آئندہ ایسے خیالات سے اجتناب کریں۔

سوال نمبر ۶۱: فرض کریں کہ فرقہ اشاعتیوں کا مذکورہ نظریہ (کہ حقیقی جسم کے علاوہ دوسرے جسم میں حیات دنیوی حیات سے کروڑوں درجہ اعلیٰ ہے) صحیح ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا قیامت کے دن بھی اسی دوسرے (مثالی) جسم میں حیات ہوگی یا اس جسم کو موت دے کر دنیوی جسم میں حیات ہوگی؟

سوال نمبر ۶۲: اگر دنیوی جسم میں حیات کا خیال یا نظریہ ہے تو پھر لامحالہ یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور سب سے زیادہ پیارے محبوب امام الانبیاء کو عالم برزخ میں تو اعلیٰ حیات دی مگر قیامت کے دن ادنیٰ حیات دے دی (معاذ اللہ) کیونکہ دنیوی جسم کی حیات ادنیٰ ہے اور برزخی مثالی جسم کی حیات اعلیٰ، کیا ایسا نظریہ رکھنا درست ہے؟

سوال نمبر ۶۳: یہ بھی عرض ہے کہ کیا حضور ﷺ اسی ادنیٰ حیات کے ساتھ جنت میں ابدالاباد ہمیشہ رہیں گے یا اس دنیوی جسم کو پھر موت دے کر اسی مثالی جسم کو اللہ تعالیٰ دوبارہ زندہ کریں گے۔ کیونکہ بقول فرقہ اشاعتی، دنیوی جسم کے علاوہ جو حیات ہے وہ ہی کروڑوں درجے اعلیٰ حیات ہے۔

ہمدردانہ گزارش

یقین جانیں میرے بھائیو! آپ کا یہ خیال ہے یا نظریہ بالکل غلط ہے۔ برزخ میں حضور علیہ السلام کو اعلیٰ افضل حیات ضرور حاصل ہے مگر دوسرے مثالی یا نقلی جسم سے ہرگز نہیں بلکہ اسی دنیوی حقیقی اصلی جسم میں حیات ہے اور وہ قبر منور میں ہے اور قبر منور کا ٹکڑا زمینی حصہ قطعاً نہیں ہے بلکہ جنت کا اعلیٰ قطعہ ہے جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کے لئے اتارا ہے جیسے حجر اسود پتھر کو جنت سے اتارا۔

اور یہ برزخی حیات دنیوی حیات سے اعلیٰ اس لئے ہے کہ وہ زندگی مکلف تھی اور یہ غیر مکلف۔ اس زندگی میں نیکیوں کا ثمرہ ظاہراً نہیں دیا گیا اور اس زندگی میں سابقہ نیکیوں کے ثمرے کا مشاہدہ باقاعدہ ہو رہا ہے اور اس زندگی میں قرب خداوندی جو تھا۔ اب اس سے بہت زیادہ قرب خداوندی ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہلسنت والجماعت کے اجماعی عقیدہ پر ہم سب کو قائم رکھے۔ آمین!

مثالی جسم کی حیات کے نظریہ میں اہلسنت کے اجماعی عقیدہ کی نفی کے ساتھ ساتھ دین حقہ دین اسلام میں بہت فساد آتا ہے۔ جس کا کچھ اظہار ہو چکا ہے انہی خرابیوں سے بچانے کے لئے ہمارے اکابر علماء دیوبند نے برزخی حیات میں دنیوی جیسی حیات کا اضافہ کیا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ حیات دنیوی جسم میں ہے جو کہ حقیقی ہے نہ کہ مثالی۔

فرقہ اشاعتی کی روضہ رسول ﷺ سے عقیدت

مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب کسی جگہ تقریر کر رہے تھے کسی نے سوال کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری قبر سے لے کر مسجد کے منبر تک یہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ اب آپ یہ بتائیں جنت میں مردے ہوتے ہیں یا زندہ؟ اس کے جواب میں مولانا مذکور نے فرمایا: ''یہ تمہیں کس مولوی نے پڑھا دیا ہے کہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ پتہ ہے، جاؤ حدیث کی کتابیں اٹھاؤ یہ پرانی مسجد نبوی جس جگہ یہ نبی پاک نے مسجد بنائی تھی یہاں مشرکین کی قبریں تھیں قبریں برابر کی گئیں، قبریں مشرکین کی برابر کی گئیں اور وہاں مسجد نبوی بنائی گئی پھر او مشرک بھی زندہ ہوں گے اٹھے۔'' (یہ بلفظہ بیان نقل کیا گیا ہے کیسٹ موجود ہے)

برادران اہلسنت والجماعت! مولانا بندیالوی صاحب کے مذکورہ جواب میں کئی مسئلے ہیں جو قابل ذکر ہیں سب سے پہلے یہ سمجھیں کہ سائل کہتا ہے حضور ﷺ کا فرمان ہے اور مجیب بندیالوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ تمہیں کس مولوی نے پڑھا دیا کہ جنت کا ٹکڑا ہے۔ یعنی یہ جنت نہیں اور نہ ہی حضور ﷺ کا فرمان ہے بلکہ کسی مولوی نے پڑھایا ہے۔ آگے مجیب صاحب دلیل پیش کرتے ہیں کہ پرانی مسجد نبوی کی زمین پر مسجد سے قبل مشرکین کی قبریں تھیں (اور جس جگہ یہ مشرکین کی قبریں تھیں وہ جگہ تو ناپاک ہے اور جنت کی زمین تو پاک ہے) لہٰذا مشرکین کی قبریں

دلیل ہے کہ وہ زمین جنت نہیں۔ آگے الزامی جواب دیتے ہیں کہ پھر وہاں مشرک بھی زندہ ہوں گے۔ یعنی اگر جنت تسلیم کرلیں تو جیسے جنت میں حضور ﷺ موجود ہیں اسی طرح اسی جنت میں مشرک بھی موجود ہیں۔ لہٰذا اگر حضور ﷺ زندہ ہیں تو پھر وہاں مشرک بھی زندہ ہوں گے اور اگر مشرک زندہ نہیں تو حضور ﷺ بھی زندہ نہیں ہیں۔

گستاخی کی انتہاء

برادران! مولانا بندیالوی صاحب نے حضور ﷺ کے جسد اطہر کو مشرکین کے جسموں کے ساتھ قیاس کرتے ہوئے آپ ﷺ کی جسمانی حیات کی نفی کی ہے جو کہ بہت بڑی گستاخی ہے۔ باقی مولانا مذکور کا یہ واضح کرنا کہ یہ حضور ﷺ کا فرمان نہیں اور کہنا کہ "یہ تمہیں کس مولوی نے پڑھا دیا۔" الخ! سفید جھوٹ ہے۔ یہ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔ ملاحظہ ہو (صحیح بخاری ج اوّل ص ۲۵۳) کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "ما بین بیتی و منبری روضة من ریاض الجنة" کہ میرے گھر سے لے کر میرے منبر تک جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

باقی مولانا صاحب نے جو جنت کی نفی کی دلیل پیش کی ہے وہ حدیث بھی صحیح بخاری میں موجود ہے۔ مگر اس میں یہ قطعاً نہیں ہے کہ مشرکین کی قبریں اس مبارک زمین میں تھیں جو کہ جنت ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی نہیں ہے کہ وہ قبریں پرانی مسجد نبوی کی نماز والی جگہ پر تھیں۔ باقی مولانا مذکور کا کہنا کہ قبریں برابر کی گئیں، یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ حضور ﷺ نے تو قبریں اکھاڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اکھاڑی گئیں (اور سب ہڈیاں اور گندگی کو دور کیا گیا بعد میں ان کھنڈروں کو برابر کیا گیا) ملاحظہ ہو: "قدم النبی ﷺ وامر ببناء المسجد فقال یا بنی النجار ثامنونی قالو لا نطلب ثمنه الا الی الله فامر بقبور المشر فکین فنبشت ثم بالخرب فسوّیت و بالنخل فقطع۔ الخ"

(صحیح بخاری ج ا ص ۲۵۱)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور مسجد بنانے کا حکم دیا تو بنی نجار سے فرمایا اے بنی نجار اس احاطہ والے باغ کا مول کر کے مجھ سے قیمت لے لو۔ بنی نجار نے عرض کیا خدا کی قسم ہم اس کی قیمت تو خدا ہی سے لیں گے اس کے بعد آپ ﷺ نے مشرکین کی قبریں اکھاڑنے کا حکم دیا قبریں اکھاڑ دی گئیں اور حسب الحکم کھنڈر ہموار کر کے کھجور کے درخت کاٹ کر مسجد کے قبلہ کی طرف قطار باندھ کر رکھ دیئے گئے۔

(ترجمہ صحیح بخاری ج ا ص ۹۲۶)

سوال نمبر ۶۴: بخاری کی حدیث آپ کے سامنے ہے حدیث میں ہے کہ خرب کو برابر کیا گیا۔ کیا خرب کا معنی قبر ہے؟ حوالہ پیش کریں۔

سوال نمبر ۶۵: نیز فرمائیں کہ مذکورہ حدیث میں لفظ "نبشت" کا کیا معنی ہے؟

اس کے علاوہ مولانا مذکور مطلقاً قبروں کا ذکر کر کے ظاہر یہ کرنا چاہتے ہیں کہ پرانی مسجد نبوی کی زمین مشرکوں کا قبرستان تھا وہاں مسجد بنائی گئی جب کہ یہ سراسر غلط ہے اس زمین میں تو بنو نجار کی کھجوروں کا باغ تھا اور کچھ قبریں تھیں جن کو اکھاڑنے اور زمین صاف کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ (دیکھو سیرت النبی از علامہ شبلی نعمانی ج ا ص ۲۸۰)

باقی مولانا مذکور کا یہ سبق دینا کہ مسجد نبوی کی زمین جنت تو کیا ستھری ہی نہیں تھی۔ کیونکہ کوئی بھی مشرکوں کی

قبروں والی زمین کو ستھری زمین نہیں کہتا۔ یہ بھی بہت بڑی گستاخی ہے۔ مولانا مذکور صاحب کو چاہیے تھا کہ مسجد نبوی بلکہ پورے شہر کی عظمت وطہارت کو پیش کر کے حضور کے امتیوں کے دلوں میں مدینہ منورہ کی محبت کو پیدا کرتے۔ مولانا بندیالوی صاحب کے جواب سے تو پورے شہر کو تو کجا مسجد نبوی اور ریاض الجنۃ والی مقدس ومطہر زمین کے بارے میں ایک بہت بڑا غلط نظریہ ظاہر کیا گیا ہے جس کو ہم سوچ بھی نہیں سکتے۔

ہمارے اکابرین کی مدینہ منورہ سے عقیدت

حجۃ الاسلام حضرت نانوتوی رحمہ اللہ نے فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ منورہ جانے کے لئے اونٹ پر سوار ہوئے۔ مدینہ منورہ کے شہر کا آغاز ہوا تو سواری سے نیچے اتر آئے اور جوتے اتار دیئے اور پیدل ننگے پاؤں چلنے لگے وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا جانے کس پتھر پر حضور ﷺ کا ننگا پاؤں مبارک پڑا ہو اور اسی پتھر پر قاسم کا جوتی والا پاؤں پڑ جائے یہ مجھے روا نہیں ہے۔ مدینہ منورہ سے اپنی عقیدت کا اظہار ان اشعار میں کرتے ہیں:

امیدیں لاکھ ہیں لیکن بڑی امید ہے یہ ۔۔۔ کہ ہو سگان مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگان حرم کے تیرے پھروں ۔۔۔ مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مرغ ومار
جو یہ نصیب نہ ہو اور کہاں نصیب مرے ۔۔۔ کہ میں ہوں اور سگان حرم کے تیرے قطار
اڑا کے باد میری مشت خاک کو پس مرگ ۔۔۔ کرے حضورؐ کے روضہ کے آس پاس نثار

(سوانح قاسمی)

اور اسی طرح قبلہ جد امجد امام الاولیاء ثانی انور شاہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع سرگودھوی دیوبندی رحمہ اللہ بھی مدینہ منورہ میں ننگے پاؤں رہے۔ قطب الاقطاب حضرت گنگوہی رحمہ اللہ کی خدمت میں کسی مرید نے ایک رومال ہدیہ دیا اور عرض کی کہ یہ رومال مدینہ منورہ سے خریدا تھا تو حضرت نے رومال لیا کبھی آنکھوں سے لگاتے ہیں کبھی سینے پر ملتے ہیں اور کبھی بوسہ دیتے ہیں۔ کسی نے عرض کی حضرت یہ رومال تو مصر اور شام سے بن کر مدینہ جاتے ہیں تو حضرت گنگوہی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میاں یہ تو مجھے بھی پتہ ہے کہ رومال مصر یا شام سے بن کر گیا ہوگا لیکن ہو کر تو میرے آقا ﷺ کے محبوب مدینہ سے آیا ہے۔

فضائل مدینہ بزبان سرکار مدینہ

حضور ﷺ نے دعا مانگی کہ: ''اللهم حبب الينا المدينة كحبنا مكة او اشد'' الٰہی مکہ مکرمہ کی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ تو ہم کو مدینہ منورہ کی محبت عطا کر۔ (صحیح بخاری ص ۲۵۱)

سوال نمبر ۶۶: مشرکوں کی قبروں کو ثابت کرنا اور فضائل ودرجات کو چھپانا کیا دیگر اشاعتی علماء بھی اسی طرح اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں؟ یا یہ صرف مولانا بندیالوی صاحب کی خصوصیت ہے؟

آہ ہم کس خیال میں گم تھے ۔۔۔ دوستی کے لباس میں تم تھے

حضور ﷺ نے فرمایا: ''المدينة كالكير تنفي خبثها وينصع طيبها'' مدینہ بھٹی کی طرح ہے جتنا میل ہوتا ہے اس کو نکال کر باہر پھینک دیتا ہے اور جو حصہ پاک ہوتا ہے اس کو نکھارتا ہے۔ (صحیح بخاری)

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ برے لوگوں کو اس طرح نکال پھینک دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔ (صحیح بخاری شریف)

اور اسی طرح صحیح بخاری میں ایک اور حدیث ہے کہ حضور ﷺ نے رب العالمین سے یہ دعا مانگی کہ الٰہی جتنی برکت تو نے مکہ مکرمہ میں عطا کی ہے اس سے دوگنی برکت مدینہ منورہ میں عطا فرما۔ آمین!

سوال نمبر ۶۷: فرمائیں پورا مدینہ منورہ برکتوں اور عظمتوں والا شہر ہے یا نہ؟

سوال نمبر ۶۸: فرمائیں کہ پورا مدینہ میل کچیل اور برے لوگوں سے پاک کیا گیا ہے یا نہ؟

سوال نمبر ۶۹: اب غور فرمائیں کہ حضور ﷺ کے گھر سے منبر تک والی زمین جنت کے اعلیٰ باغوں میں سے باغ ہے یا مشرکوں کا قبرستان؟

سوال نمبر ۷۰: کیا کوئی فقیر غریب محتاج محض لاچار محب اپنے محبوب کے آرام کے لئے مشرکوں کی قبروں والی زمین کا انتخاب کر سکتا ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں کر سکتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ تو ''قادر علی کل شیٔ'' ہے مختار کل اور ارحم الراحمین ہے۔ خدارا کچھ تو سوچیں کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں اور کس ہستی کے متعلق کہہ رہے ہیں:

آپ ہی عمدہ خیالات پہ ذرا غور کریں ہم اگر کچھ بھی کہیں گے تو شکایت ہوگی

دروغ گو را حافظہ نباشد

عبارت: آگے لکھتے ہیں کہ: ''کچھ لکیر کے فقیر عوام الناس کو ورغلانے کے لئے المہند کا وظیفہ پڑھنا جزو ایمان سمجھتے ہیں۔ ہم نے اس رسالہ میں المہند پر دستخط کرنے والے چند علماء کرام کی ایسی عبارتیں پیش کر دی ہیں جو المہند میں درج شدہ نظریے کے خلاف ہیں۔ اب دیکھئے کہ المہند کو دیوبندیت کا معیار بنا کر اشاعۃ التوحید والسنہ والوں کو دیوبندیت سے خارج کرنے والے رستم زمان ان علماء کے متعلق کیا فتویٰ تجویز فرماتے ہیں۔'' (رسالہ حیات النبی)

جواب: ہم آپ کو کیا کہہ سکتے ہیں اور نہ ہی ہم رستم زمان ہیں۔ ہم تو اس پرفتن دور میں اپنے اکابر علماء دیوبند کے عقائد کو قبول کر کے اپنا ایمان بچانے والے اور انہی کے عقائد کا اظہار کر کے دوسرے لوگوں کے غلط خیالات ونظریات اور بدعات ورسومات اور بکواسات وخرافات پر متنبہ کرنے والے اللہ کے محتاج بندے ہیں۔ البتہ سوالات کر سکتے ہیں کہ صحیح جوابات سے سب کے لئے مسلک حقہ روز روشن کی طرح مکمل واضح ہو جائے گا اور جب حق سے باطل مکمل جدا ہو جائے اور نکھر کر سامنے آ جائے تو پھر اہل عقل وخرد کے لئے راہ حق اختیار کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوگی۔ اس لئے عرض ہے کہ:

سوال نمبر ۷۱: کیا المہند عقائد کی کتاب ہے یا نظریات کی؟

سوال نمبر ۷۲: اگر عقائد کی کتاب ہے تو فرمائیں کہ اس میں صحیح عقائد ہیں یا غلط؟

پوچھنے کی حاجت اس لئے ہوئی کہ رسالہ حیات النبی ﷺ سے ظاہر ہو رہا ہے کہ المہند غلط نظریات کی کتاب ہے اور آپ ہی کے زیر ادارت شائع ہونے والا رسالہ ماہنامہ تعلیم القرآن (جس کا عکس ذیل میں ملاحظہ ہو) سے ظاہر ہو رہا ہے کہ المہند صحیح عقائد کی کتاب ہے۔ عجب دورنگی ہے؟ واقعی کس نے سچ کہا: ''دروغ گو را حافظہ نباشد''

عکس ماہنامہ تعلیم القرآن

جلد ۶ نمبر ۸ ۱۴۲۱

جمعیت اشاعت التوحید والسنت پاکستان کا ترجمان

رجب، شعبان ۱۴۱۹ھ

نومبر، دسمبر ۱۹۹۹ء

ماہنامہ راولپنڈی

تعلیم القرآن

ماہنامہ

بانی: مولانا قاضی شمس الدین

سرپرست: مولانا قاضی عصمت اللہ

مدیر: مولانا محمد طیب [illegible]

مجلس مشاورت

مولانا قاری خلیل احمد صاحب [illegible]

مولانا [illegible] علی صاحب [illegible]

مولانا محمد رضا [illegible] صاحب [illegible]

مولانا [illegible] صاحب [illegible]

مولانا [illegible] خان

[illegible] الزماں [illegible]

مولانا محمد افضل خان [illegible]

قاری عبدالکریم صاحب ملتان

مولانا قاری عطاء اللہ [illegible] گوجرانوالہ

حافظ نور [illegible] راولپنڈی

مولانا محمد اکرم خان [illegible]

قاری محمد ابراہیم صاحب [illegible]

سرپرست

مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب

مولانا نور السلام صاحب [illegible]

مولانا [illegible] صاحب خوشاب

مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری

مولانا فضل حق صاحب [illegible]

مجلس ادارت

مولانا سید محمد حسین شاہ نیلوی صاحب

مولانا قاضی محمد ادریس الزرقانی لاہور

مولانا حافظ محمد [illegible] صاحب [illegible]

مولانا [illegible] آباد

قاضی طاہر [illegible] صاحب

محمد [illegible] نے [illegible] راولپنڈی [illegible] سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی سے شائع کیا

اس شمارے کی قیمت ۱۰ روپے زرسالانہ ۱۰۰ روپے

''بریلوی اعلیٰ حضرت نے جب حسام الحرمین کا فتویٰ ۱۳۲۴ھ میں شائع کیا۔ اس کے جواب میں اسی وقت اکابر علمائے دیوبند نے اپنے صحیح عقائد اور ان الزامات کے رد میں متعدد کتابیں لکھیں، لیکن بریلوی اعلیٰ حضرت اور اس کے ماننے والے حضرت صاحبان آج بھی وہی سانپ کی لکیر پیٹ رہے ہیں۔

علمائے دیوبند نے اسی وقت اپنی طرف سے ان الزامات کے جھوٹے ہونے پر درج ذیل کتابیں شائع کیں، جواب بھی موجود ہیں۔

(۱) الشہاب الثاقب (۲) المہند علی المفند (۳) الختم علی لسان الخصم (۴) قطع الوتین (۵) بسط البنان (۶) تحذیر الناس (۷) مناظرہ عجیبہ (۸) رجوع المدنین (۹) توضیح البیان (۱۰) السحاب المدرار وغیرہ

علمائے عرب کی تصدیقات بھی ان کتابوں پر موجود ہیں لیکن جن اعلیٰ حضرت نے ہندوستان کے مسلمانوں کو دو فرقوں میں تقسیم کر کے ان کی سیاسی قوت کا ہمیشہ کے لئے ختم کرنا ہی مقصد زندگی بنایا۔ ان سے یا ان کے باقی علماء کہلانے والوں سے دیانت وامانت اور انصاف کی کیا توقع کی جاسکتی ہے۔ بریلوی اعلیٰ حضرت نے وصیت نامہ میں فرمایا: ''میرا دین ومذہب میری کتابوں سے ظاہر ہے، اس پر قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔'' (وصایا شریف)

ان کے اس دین ومذہب میں تو علماء امت کی تکفیر کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ''روزنامہ پاکستان'' میں دیوبندی بریلوی اختلافات کے ضمن میں درج ذیل بہتان سراسر بے بنیاد ہیں۔

۱......	صریح جھوٹ سے انبیاء کا محفوظ رہنا ضروری نہیں۔	تصفیہ العقائد
۲......	کذب کو شان نبوت کے خلاف سمجھنا غلط ہے۔	// //
۳......	انبیاء کو معاصی سے محفوظ سمجھنا غلط ہے۔	// //

یہ تینوں بہتان علمائے دیوبند کی کسی کتاب میں نہیں اور نہ ان کا یہ عقیدہ ہے۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم! اس کے بعد بریلوی دیوبندی اختلاف کے ضمن میں چند مشہور بہتان یہ ہیں:

نماز میں حضور ﷺ کی طرف خیال لے جانے سے نمازی مشرک ہوجاتا ہے۔ نیز نماز میں نبی ﷺ کا خیال، زنا کے خیال سے اور گدھے بیل کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر ہے۔'' (صراط مستقیم)

(ماہنامہ تعلیم القرآن نومبر دسمبر ۱۹۹۸ء ص ۳۹)

سوال نمبر ۷۳: رسالہ حیات النبی ﷺ میں ہے کہ المہند میں درج شدہ نظریے الخ المہند کے ذریعے عوام کو ورغلانا اور ماہنامہ تعلیم القرآن میں ہے کہ المہند صحیح عقائد کی کتاب ہے جس میں علماء عرب کے بھی دستخط ہیں ان دونوں میں سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے؟

سوال نمبر ۷۴: کیا صحیح عقائد سے ورغلایا جاتا ہے یا سنوارا جاتا ہے؟

دو رنگی چھوڑ کے یک رنگی کر اختیار رہ مماتی یا بن دیوبندی باوقار

ناظرین کرام! جب مولانا بندیالوی صاحب کی کشتی بھنور میں پھنستی ہے تو تنکے کا سہارا ڈھونڈتے

ڈھونڈتے المہند کے دامن میں آکر پناہ لیتے ہیں اور جب کشتی کنارے لگ جاتی ہے تو سب کچھ بھول کر اپنی انا کو برقرار رکھتے ہوئے اسی المہند کے خلاف واویلا شروع کر دیتے ہیں اور ظاہر یہ کرتے ہیں کہ: ''ہم چوں ما دیگرے نیست'' کسی نے کیا خوب کہا ہے:

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت   دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دکھ

باقی مولانا بندیالوی صاحب نے جو لکھا ہے کہ المہند پر دستخط کرنے والے چند علماء کرام کی ایسی عبارتیں پیش کر دی ہیں جو المہند میں درج شدہ نظریے کے خلاف ہیں، اس کے متعلق صرف ایک سوال ہے۔

سوال نمبر ۷۵: اس ڈیڑھ صدی میں اکابر علماء دیوبند کا نام لے کر اپنی مسند کو چمکانے والوں میں کیا صرف آپ ہی پر یہ الہام ہوا ہے کہ اکابر علماء دیوبند نے دوغلی چال چلی ہے؟ (العیاذ باللہ)

اس سوال کے علاوہ جواباً صرف اتنا کہتے ہیں کہ: ''لعنۃ اللہ علی الکاذبین'' کیونکہ ہمارا ایمان ہے کہ اکابر علماء دیوبند نے اپنی جانیں تو دے دیں لیکن اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹے۔ تاریخ اس پر شاہد ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا:

شادباش وشادذی اے سرزمین دیوبند   تو نے عالم میں کیا اسلام کا جھنڈا بلند

ابھی تک مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب کے رسالہ حیات النبی ﷺ کے ٹائٹل اور پیش لفظ کے اغلوطات کو پیش نظر رکھ کر جواب دیئے گئے ہیں۔ اس لئے مولانا بندیالوی صاحب کے حوالہ جات کا مفصل جواب قسط نمبر ۲ میں آرہا ہے۔ ان شاء اللہ!

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو اپنے اکابر علماء دیوبند کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وما علینا الا البلاغ المبین

نوٹ: رسالہ حیات النبی ﷺ کے بعد مولانا عطاء اللہ بندیالوی صاحب نے پے در پے دو رسالے اور لکھ مارے۔ (۱) شرک کیا ہے (۲) بدعت کیا ہے۔ جن میں رسالہ حیات النبی ﷺ سے بھی زیادہ اغلوطات کثیرہ وتخیلات کبیرہ ونظریات رذیلہ موجود ہیں۔ جن کا جواب امت مسلمہ کو گمراہی سے بچانے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ لہٰذا بندہ نے حضرت استاذی المکرم کی خدمت میں دونوں رسالے پیش کر دیئے ہیں کہ حضرت کیا کریں ہم مجبور ہیں کیونکہ مولانا بندیالوی صاحب نے صرف ایک رسالہ پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اخلاقیات کی حدود کو پھلانگتے ہوئے مزید دو رسالوں میں اکابر کے خلاف ایسا گند پھینکا جس کی صفائی کئے بغیر اب کوئی چارہ کار نہیں رہا۔

ناظرین! رسالہ حیات النبی ﷺ کے جواب کی جملہ قسطوں کے بعد ان شاء اللہ ان دونوں رسالوں کا جواب بھی پیش کیا جائے گا۔ انتظار فرمائیں۔

مرتب: محمد عاصم حنفی

مدرس مدرسہ سراج العلوم بلاک نمبر ا سرگودھا